حمد ومناجات

مرتبہ

برکت ناصر ملک

نام کتاب .... **حمد و مناجات**

مرتبہ .... برکت ناصر ملک

ناشر .... لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی

شمارہ نمبر 82

طبع .... اوّل

تعداد 1000

کمپوزنگ .... عامر پاشا

ٹائٹل ڈیزائننگ .... محمد وحید احمد

پرنٹر .... **پرنٹ گرافکس** ڈیزائنر اینڈ پرنٹرز

فون : **0300-2560760, 0300-2260712**

"HAMD-O-MANAAJAAT"

By

BARKAT NASIR MALIK

Published by : **Lajna Ima'illah Karachi**

Printed by : Print Graphics Karachi

Phone : **+92-300-2260712, +92-300-2560760**

اظہارِ تشکّر

ہم محترمہ سلیم اختر صاحبہ بیگم محترم مبارک احمد بٹ صاحب کے انتہائی شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنے والدین کی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر اس کتاب کا خرچ ادا کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی طرف سے تحفہ میں ملنے والی طلائی چوڑیاں لجنہ کراچی کے سپرد کردیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اعلیٰ علییین میں مقامِ قرب عطا فرمائے اور آپ کے خاندان کو نسل در نسل اپنی رضا کی راہیں نصیب فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

محترمہ سلیم اختر صاحبہ لکھتی ہیں ''میرے والد محترم محمد بخش میؔر صاحب 1898ء میں پیدا ہوئے نیک مزاج، سعادتمند اور ذہین تھے میٹرک میں پنجاب بھر میں اوّل آئے تھے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے وکیل بنے 1922ء میں اپنے ماموں محترم محمد ابراہیم میؔر صاحب آف ڈسکہ کی تحریک پر احمدیت قبول کی۔ جماعت سے انتہائی گہری وابستگی تھی۔ عملاً دین کو دنیا پر مقدم رکھتے 35 برس تک پہلے گوجرانوالہ اور پھر ضلع گوجرانوالہ کے امیر جماعت رہے لاہور ہائی کورٹ میں پریکٹس کے دوران بھی حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ گوجرانوالہ کی وکلاء بار کے صدر رہے تھے کشمیر کے لئے قابلِ قدر خدمات کا موقع ملا۔ 70 برس کی عمر میں فالج کا حملہ ہوا معذوری کی سی حالت میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ کوئی جماعتی خدمت کا کام عنایت فرمائیں آپ نے فرمایا کہ آپ جماعت کے لئے دعائیں کریں۔ چنانچہ دل و جان سے احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے ہوئے 1981ء میں انتقال فرمایا بہشتی مقبرے میں مدفون ہیں۔

میری والدہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ میرے بچپن میں فوت ہوگئی تھیں پیارے ابا جان کے سایۂ عاطفت میں زندگی گزاری۔ گھر کا ماحول خدمتِ دین سے معمور تھا ہماری بھابھی محترمہ صادقہ میر صاحبہ ضلع گوجرانوالہ کی صدر تھیں خاکسار کو بھی اٹھارہ سال لجنہ اماءاللہ کی خدمت کی توفیق ملی ہے۔

دعا ہے کہ محترمہ سلیم اختر صاحبہ کی صحت و زندگی میں برکت ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی رہے آمین۔

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا بے حساب شکر ہے کہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی جشن صد سالہ تشکر کے بابرکت موقعہ پر بنائے ہوئے اپنے منصوبہ پر استقامت سے عمل پیرا ہے۔ زیر نظر کتاب اس سلسلہ کی بیاسی 82 ویں پیشکش ہے۔ یہ ایک ایسا خصوصی فضل واحسانِ الٰہی ہے کہ ہر لمحہ دل حمد وثنا کے ترانے گاتا ہے۔ ہم نے حمد ومناجات کے موضوع پر احمدی شعراء کے کلام میں سے انتخاب یکجا کر دیا ہے تا کہ سب ہمارے ساتھ ایک لَے میں حمد الٰہی کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دینِ حق کی نشاۃ ثانیہ میں زندہ خدا کا تعارف کروانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ احمدی شعراء نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر ببانگِ بالا دف بجا کر ہستیٔ باری تعالیٰ کی منادی کی ہے۔ دلوں کا گُداز اور روحوں کا سرور ایک ایک شعر سے چھلک رہا ہے۔

میری سادگی دیکھ کیا چاہتی ہوں
تجھی سے تجھے مانگنا چاہتی ہوں
محبت بھی رحمت بھی بخشش بھی تیری
میں ہر آن تیری رضا چاہتی ہوں
مرے خانۂ دل میں بس تو ہی تو ہو
میں رحمت کی تیری رِدا چاہتی ہوں

اُم مسرور صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی دُعا ہم سب کی دُعا بن جائے اور اُسی طرح قبول ہو جیسے آپکی دُعا قبول ہوئی۔ آمین اللھم آمین۔

میں اپنی بہنوں کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ آپ تک یہ حمد ومناجات کا گلدستہ

پہنچانے میں دو مستعد ہاتھ عزیزہ مکرمہ برکت ناصر ملک صاحبہ اور امۃ الباری ناصر کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور اِن کی معاونات کو اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے اور خود ان کی جزا بن جائے آمین۔ اللہ تعالیٰ محترمہ امۃ الحفیظ محمود بھٹی صاحبہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جن کی سرپرستی میں لجنہ کراچی تصنیف و اشاعت کا کام آگے بڑھا رہی ہے۔

خاکسار
سلیمہ میر

عرض حال

حمد و مناجات کی اِس کاوش کو خاکسار اپنی اور شعبہ اشاعت لجنہ اِماء اللہ کراچی کی جانب سے اپنے اُس محسن، مشفق اور محبوب آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کرتی ہے۔ پیارے آقا نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی کی۔ پاؤں پاؤں چلنا سکھایا اُنہی کی دعاؤں کے پھلوں میں سے ایک پھل یہ حمد و مناجات ہے، الحمد للہ۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ کا یہ پاک بندہ بچپن میں بھی ہستی باری تعالیٰ کی تلاش میں تھا۔ جب ایک بزرگ کے فرمانے پر کہ ''میاں کیا انعام لو گے۔ دس گیارہ سالہ بچے کا بے ساختہ جواب تھا ''اللہ''۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ عروج کے زمانہ میں احمدیت کا یہ سپہ سالار مسیح محمدی کا جھنڈا ہاتھوں میں اُٹھائے ہر طرح کے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھ رہا ہے۔ سر جھکایا بھی تو اپنے مولا کہ حضورؔ۔

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

سارا عالم گواہ ہے۔ آپ سرتاپا عشقِ خدا اور عشقِ رسول میں فنا تھے۔ جب بھی جذب کے اِس رنگ میں ڈوبے ہوئے آپکو سنا اور دیکھا تو بے اختیار ہمارے دل بھی گنگنانے لگتے کہ۔

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑ کا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

آپ کی پیاری بیٹی فائزہ نے آپ کی یاد میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ

آپ کی زندگی کا نچوڑ آپ کی خدا سے محبت تھی جس کا اظہار آپ نے اپنی بیٹی سے یوں فرمایا کہ ''میں نے زندگی میں کچھ نہیں کیا مگر میں نے اپنے اللہ سے بہت محبت کی ہے جب آپ یہ کہہ رہے تھے تو آپ کی آنکھیں اُسی محبت کے آنسوؤں سے نم تھیں بیٹی حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ یہ وجود کیسے خدا کی محبت میں پگھل کر بالکل بے نفس ہو چکا ہے''۔ کاش خدا ہمارے دل اور ہماری روح کو بھی اِسی محبت کی طرف کھینچ لے جو ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ انسان کی تمام خوبیاں اور صفات اِسی محبت کے پانے سے زندہ ہوتی ہیں۔ خدا کرے کہ ہم آپ کے نقش قدم پر چل سکیں۔ جنھوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو ہماری بہتری اور خدا کی محبت کو قائم کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آمین

دورِ دوم میں شعراء کرام کے کلام کو ناموں کے لحاظ سے حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اُمید ہے ہر شاعر کے دل کی حمد یہ کیفیت کو قارئین بھی اپنے دلی جذبات کی گہرائیوں سے محسوس کریں گے انشاءاللہ۔

آخر میں خاکسار تہہ دل سے شکر گزار ہے آپا سلیمہ میر صاحبہ کی جن کی بھرپور حوصلہ افزا دعائیں ساتھ ساتھ شامل رہیں اور میری عزیز بہن امۃ الباری ناصر صاحبہ جن کی معاونت شعراء کا کلام اکٹھا کرنے نیز پروف ریڈنگ کی محنت طلب مشقت میں ہر وقت شامل رہی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ہماری اشاعت کی ساری ٹیم کو اپنی صدر لجنہ امۃ الحفیظ محمود بھٹی صاحبہ کی زیرِ قیادت مقبول خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام

طالبِ دعا

برکت ناصر ملک

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ

تبرکات

دورِ اوّل

دورِ دوم

شاعرات

تبرّکات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود (آپ پر سلامتی ہو)

1

کسِ قدر ظاہر ہے نُور اُس مَبْدَاءُ الْاَنْوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبْصار کا

چاند کوکل دیکھ کر مَیں سخت بے کَل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نِشاں اُس میں جمالِ یار کا

اس بہارِ حُسن کا دِل میں ہمارے جوش ہے
مَت کرو کُچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عَجَبْ جلوہ تری قُدرت کا پیارے ہر طرف
جِس طرف دیکھیں وُہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا

تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چِھڑکا نمک
اُس سے ہے شورِ محبّت عاشِقانِ زار کا

کیا عَجَبْ تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اَسرار کا

تیری قُدرت کا کوئی بھی اِنتہا پاتا نہیں
کسِ سے کھُل سکتا ہے پیچ اس عقدہء دُشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اُس حُسن کی
ہر گُل و گُلشن میں ہے رنگ اُس تیرے گُلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خَمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سَو سَو حِجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغِ تیز
جِن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کَل نہیں پڑتی مجھے تیرے سِوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دِل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خُوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(درِّثمین صفحہ 8)

2

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی، نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ، غیر اُس کے سب ہیں فانی غیروں سے دِل لگانا جُھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وُہی ہے اِک دل کا یار جانی
دِل میں مرے یہی ہے **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

ہے پاک، پاک قُدرت عظمت ہے اس کی عظمت لرزاں ہیں اہلِ قُربت کرّ وبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شُکرِ نعمت ہم سب ہیں اُس کی صنعت اُس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اُس کی غیرت
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اس کی جود و منّت اس سے ہے دِل کی بیعت دِل میں ہے اس کی عظمت
بہتر ہے اس کی طاعت، طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ہم کو وہی پیارا دلبر وُہی ہمارا
اُس بِن نہیں گزارا، غیر اُس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قُرباں تُو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تُو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

کیوں کر ہو شکر تیرا، تیرا ہے جو ہے میرا تو نے ہر اِک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نُور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

اَے قادر و توانا آفات سے بچانا ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تُجھ کو مانا
غیروں سے دِل غنی ہے جب سے ہے تُجھ کو جانا
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

فِکروں سے دِل حَزیں ہے جاں درد سے قریں ہے جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
ہر غم سے دور رکھنا تو ربِّ عالَمیں ہے
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے تجھ سے میں ہوں منوّر میرا تو تُو قمر ہے
تجھ پر میرا توکّل دَر پر تیرے یہ سر ہے
یہ روز کر مبارک **سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی**

(درثمین صفحہ 37)

....

3

تُجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تونے سب دُشمن اُتارے ہمارے کردئے اونچے مَنارے
مقابِل پر میرے یہ لوگ ہارے کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا تیرے در کے ہوئے اور تجھ کو مانا
ہمیں بس ہے تیری درگہ پہ آنا مصیبت سے ہمیں ہر دَم بچانا

کہ تیرا نام ہے غفّار و ھادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

تُجھے دُنیا میں ہے کِس نے پُکارا کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اُس کو سہارا کہ جِس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

ہوا میں تیرے فضلوں کا مُنادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

تُجھے سب زور و قدرت ہے خدایا تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا

ہر اِک عاشق نے ہے اِک بُت بنایا ہمارے دِل میں یہ دِلبر سمایا

وہی آرامِ جاں اور دِل کو بھایا وہی جس کو کہیں رَبُّ البرایا

ہوا ظاہر وہ مجھ پر بِالاَیادِیْ

فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اُس یار سے پیوند جاں ہے وہی جنّت وہی دارالاماں ہے

بیاں اُس کا کروں طاقت کہاں ہے محبت کا تو اِک دریا رواں ہے

یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نعمت کی کچھ قلّت نہیں ہے تہی اُس سے کوئی ساعت نہیں ہے

شُمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

تیرے کوچے میں کِن راہوں سے آؤں وہ خدمت کیا ہے جس سے تُجھ کو پاؤں

محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں ۔۔۔ خدائی ہے خُودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کِس کو بتاؤں ۔۔۔ وفا کیا راز ہے کِس کو سُناؤں
میں اس آندھی کو اب کیوں کر چھپاؤں ۔۔۔ یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دُنیائے مادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی اُس پاک سے جو دِل لگاوے ۔۔۔ کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
جو مرتا ہے وُہی زِندوں میں جاوے ۔۔۔ جو جلتا ہے وہی مُردے جِلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے ۔۔۔ چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے ۔۔۔ غَرِیقِ عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی، رحمت دِکھاوے ۔۔۔ خودی اور خود روی کب اُس کو بھاوے

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین صفحہ 60)

....

4

اَے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار ۔۔۔ اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکرو سپاس ۔۔۔ وہ زُباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
بد گمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ ۔۔۔ کر دیا دُشمن کو اِک حملہ سے مغلوب اور خوار
اے فِدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دِل ۔۔۔ میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دِن کٹے ۔۔۔ گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ اِنساں میں نہیں دیکھی وفا جو تُجھ میں ہے — تیرے بِن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غم گسار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عِنایات و کرم — جِن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شُمار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اِک گواہ — چاندا ور سورج ہوئے میرے لئے تاریک وتار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نِشاں جو ہیں سچائی کا مدار

(درثمین صفحہ 149)

....

5

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دِل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اِس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

(درثمین صفحہ 186)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

(خدا آپ سے راضی رہے)

1

ہے دستِ قبلہ نما لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔۔۔ ہے دردِ دِل کی دوا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادُو ۔۔۔ تو دِل سے نکلی صدا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
جو پھُونکا جائے گا کانوں میں دِل کے مُردوں کے ۔۔۔ کرے گا حشر بپا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
قریب تھا کہ میں گر جاؤں بارِ عصیاں سے ۔۔۔ بنا ہے لیک عصا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
گرہ نہیں رہی باقی کوئی مرے دِل کی ۔۔۔ ہوا ہے عُقدہ کُشا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
عقیدۂ ثنوّیت ہو یا کہ ہو تثلیث ۔۔۔ ہے کذب بحث و خطا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہے گاتی نغمۂ توحید نَے نیستاں میں ۔۔۔ ہے کہتی بادِ صبا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ترا تو دِل ہے صنم خانہ پھر تجھے کیا نفع ۔۔۔ اگر زباں سے کہا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
حضورِ حضرتِ دَیّاں شفاعتِ نادم ۔۔۔ کرے گا روزِ جزا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دَم میں ہوگی دُور ۔۔۔ ہُوا جو جلوہ نُما لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہزاروں ہُوں گے حَسیں لیک قابلِ اُلفت ۔۔۔ وہی ہے میرا پیا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
نہ دھوکا کھائیو ناداں کہ شش جہات میں بس ۔۔۔ وہی ہے چہرہ نُما لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
چُھپی نہیں کبھی رہ سکتی وُہ نِگہ جس نے ۔۔۔ ہے مجھ کو قتل کیا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے ۔۔۔ کرے گا ایک وفا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں عِلاجِ رُوحانی
مگر ہے روحِ شِفا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

(گُلدستہ احمدیہ حِصّہ دوم 15 رفروری 1920ء)

2

میرے مولا مری بگڑی کے بنانے والے　　میرے پیارے مجھے فتنوں سے بچانے والے
جلوہ دکھلا مجھے او چہرہ چُھپانے والے!　　رحم کر مُجھ پہ، او مُنہ پھیر کے جانے والے!
میں تو بدنام ہوں جس دم سے ہوا ہوں عاشق　　کہہ لیں جو دِل میں ہو الزام لگانے والے
تشِنہ لب ہوں بڑی مدّت سے خدا شاہد ہے　　بھر دے اِک جام تو کوثر کے لُٹانے والے
ڈالتا جا نَظَرِ مہر بھی اس غمگیں پر　　نظرِ قہر سے مٹّی میں مِلانے والے
کبھی تو جلوہَ بے پَردہ سے ٹھنڈک پہنچا　　سینہ و دِل میں مِرے آگ لگانے والے
تُجھ کو تیری ہی قسم کیا یہ وفا داری ہے　　دوستی کر کے مجھے دِل سے بُھلانے والے
کیا نہیں آنکھوں میں کچھ بھی مُرَوَّت باقی　　مجھ مصیبت زدہ کو آنکھیں دِکھانے والے
ڈھونڈتی ہیں مگر آنکھیں نہیں پاتیں اُن کو　　ہیں کہاں وہ مجھے روتے کو ہنسانے والے
ساتھ ہی چھوڑ دیا سب نے شبِ ظلمت میں　　ایک آنسو ہیں لگی دِل کی بجھانے والے
تا قیامت رہے جاری یہ سخاوت تیری　　او مِرے گنجِ معارف کے لُٹانے والے
رہ گئے مُنہ ہی تِرا دیکھتے وقتِ رحلت　　ہم پسینہ کی جگہ خون بہانے والے
ہو نہ تُجھ کو بھی خوشی دونوں جہانوں میں نصیب　　کوچہَ یار کے رستہ کے بھُلانے والے
ہم تو ہیں صُبح و مَسا رنج اُٹھانے والے　　کوئی ہونگے کہ جو ہیں عیش منانے والے

مُجھ سے بڑھ کر ہے مِرا فِکر تجھے دامن گیر
تیرے قُربان مِرا بوجھ اُٹھانے والے

(کلامِ محمود)

....

3

خُدا سے چاہئیے ہے لَو لگانی　　کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی

وہی ہے راحت و آرام دِل کا — اُسی سے روح کو ہے شاد مانی
وہی ہے چارۂ آلامِ ظاہر — وہی تسکیں دہِ دردِ نہانی
سِپر بنتا ہے وہ ہر ناتواں کی — وہی کرتا ہے اس کی پاسبانی
بچاتا ہے ہر اِک آفت سے ان کو — ٹلاتا ہے بلائے ناگہانی
جِسے اُس پاک سے رِشتہ نہیں ہے — زمینی ہے نہیں وہ آسمانی
اُسی کو پاکے سب کچھ ہم نے پایا — کُھلا ہے ہم پہ یہ رازِ نہانی

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی

فَسُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَوۡفَی الۡاَمَانِیۡ

(اخبار الحکم جلد5، 12/جولائی 1911ء)

....

4

مِری رات دِن بس یہی اِک صدا ہے — کہ اس عالَمِ کون کا اِک خُدا ہے
اُسی نے ہے پیدا کیااِس جہاں کو — ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو
وُہ ہے ایک اُس کا نہیں کوئی ہمسَر — وہ مالک ہے سَب کا وہ حاکم ہے سب پر
نہ ہے باپ اُس کا نہ ہے کوئی بیٹا — ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا
نہیں اُس کو حاجت کوئی بیویوں کی — ضرورت نہیں اُسکو کچھ ساتھیوں کی
ہر اِک چیز پر اُس کو قُدرت ہے حاصِل — ہر کام کی اس کو طاقت ہے حاصل
پہاڑوں کو اُس نے ہی اُونچا کیا ہے — سمندر کو اُس نے ہی پانی دیا ہے
یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں — اُسی نے تو قُدرت سے پیدا کئے ہیں
سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے — گھریلو چرندے بنوں کے درندے
سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے — ہراِک اپنے مطلب کی شئے کھا رہا ہے

ہر اِک شئے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دَم　　خزانے کبھی اسکے ہوتے نہیں کم

وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے　　وہ قائم ہے ہر ایک کا آسرا ہے

کوئی شئے نظر سے نہیں اِس کی مخفی　　بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

دلوں کی چھپی بات بھی جانتا ہے　　بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

وہ دیتا ہے بندوں کواپنے ہدایت　　دکھا تا ہے ہاتھوں پہ اُن کے کرامت

ہے فریاد مظلوم کی سُننے والا　　صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا　　غریبوں کورحمت سے ہے تھام لیتا

یہی رات دِن اب تو میری صدا ہے

یہ میرا خُدا ہے یہ میرا خُدا ہے

(اخبارالفضل جلد29، یکم جنوری1941ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

(رحمہ اللہ تعالیٰ)

زندہ خدا سے دِل جو لگاتے تو خوب تھا

مردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا

قصّے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا

زِندہ نِشان کوئی دِکھاتے تو خوب تھا

اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا

مسلم بنا کے خود کو دِکھاتے تو خوب تھا

تبلیغِ دین میں لگا دیتے زِندگی

بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا

دنیا کی کھیل کود میں ناصر پڑے ہو کیوں

یادِ خدا میں دِل جو لگاتے تو خوب تھا

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

(رحمہ اللہ تعالیٰ)

1

تو مِرے دِل کی شش جہات بنے
اِک نئی میری کائنات بنے

سب جو تیرا ہے لاکھ ہو میرا
تُو جو میرا بنے تو بات بنے

ہیچ ہے تُجھ سے مُنْقَطِعْ ہر ذات
جِس کا تُو ہو اُسی کی ذات بنے

عالمِ رنگ و بو کے گُل بُوٹے!
خواب ٹھہرے، تَوَہُّمات بنے

سادہ باتوں کا بھی مِلا نہ جواب
سب سوالات مُظلِمات بنے

یہ شب و روز و ماہ و سال تمام
کیسے پیمانہ صفات بنے!

ہوئی میزانِ ہَفتہ کب آغاز؟
کیسے دِن رات سات سات بنے؟

عالَم حَیرتی کے مَنْدِرُ میں
کبھی بُت مظہرِ صِفات بنے

کبھی مخلوق ہو گئی ہمہ اُوست
آتِش و آب ، عینِ ذات بنے

کِتنے منصور چڑھ گئے سرِ دار
کِتنے نعرے تعلّیات بنے

کِتنے عُزّیٰ بنے؟ مِٹے کے بار؟
کِتنے لات اُجڑے کِتنے لات بنے

کِتنے محمود آئے، کِتنی بار
سومنات اُجڑے سومنات بنے

جو کھنڈر تھے محل بنائے گئے
کِتنے مَحلوں کے کھنڈرات بنے

عالَمِ بے ثبات میں شب و روز
آج کی جیت کَل کی مات بنے

ترے مُنہ کے سُبُک سہانے بول
دِل کے بھاری مُعاملات بنے

دِن بہت بے قرار گُزرا ہے
آ مِرے چاند میری رات بنے

(المحراب صد سالہ جشنِ تشکر نمبر، مرتبہ لجنہ کراچی 1989ء)

2

اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے
جوت اِک پریت کی ہر دَے میں جگانے والے

سَرمَدی پریم کی آشاؤں کو دِھیرے دِھیرے
مَدھ بَھرے سُر میں مَدُھر گیت سُنانے والے

اے محبت کے اَمَر دیپ جَلانے والے
پیار کرنے کی مجھے ریت سکھانے والے

غمِ فُرقت میں کبھی اِتنا رُلانے والے
کبھی دلداری کے جھولوں میں جھلانے والے

دیکھ کر دِل کو نکلتا ہوا ہاتھوں سے کبھی
رَس بھری لوریاں دے دے کے سُلانے والے

کیا ادا ہے مِرے خالق، مِرے مالِک، مِرے گھر
چُھپ کے چوروں کی طرح رات کو آنے والے

راہ گیروں کے بسیروں میں ٹِھکانا کر کے
بے ٹِھکانوں کو بنا ڈالا ٹِھکانے والے

مُجھ سے بڑھ کر مِری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کِس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے

تُو تو ایسا نہیں محبوب کوئی اور ہوں گے
وہ جو کہلاتے ہیں دِل توڑ کے جانے والے

تُو تو ہر بار سرِ راہ سے پلٹ آتا ہے
دِل میں ہر سمت سے پَل پَل مِرے آنے والے

مُجھ سے بھی تُو کبھی کہہ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃ
رُوح بے تاب ہے رُوحوں کو بُلانے والے

اِس طرف بھی ہو کبھی کاشِفِ اَسرار، نِگاہ
ہم بھی ہیں ایک تمنّا کے چھپانے والے

اے مِرے درد کو سینے میں بسانے والے
اپنی پلکوں پہ مِرے اشک سجَانے والے

خاک آلُودہ، پراگندہ، زَبُوں حالوں کو
کھینچ کر قدموں سے زانو پہ بٹھانے والے

مَیں کہاں اور کہاں حَرفِ شِکایت آقا
ہاں یوں ہی ہَول سے اُٹھتے ہیں سَتانے والے

ہو اِجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں
کیا ہوئے دِن تیری غَیرت کے دکھانے والے

یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں تیرے در کے فقیر
اور ہنس ہنس کے رَوانہ ہوں رُلانے والے

ہم نہ ہونگے تو ہمیں کیا؟ کوئی گُل کیا دیکھے
آج دِکھلا جو دِکھانا ہے دِکھانے والے

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
کون ہیں یہ تری تحریر مٹانے والے

چھین لے ان سے زمانے کی عِناں، مالِکِ وقت
بنے پھرتے ہیں، کم اوقات، زمانے والے

چشمِ گردُوں نے کبھی پھر نہیں دیکھے وہ لوگ　　آئے پہلے بھی تو تھے آ کے نہ جانے والے

سُن رہا ہوں قدَمِ مالِکِ تقدیر کی چاپ　　آ رہے ہیں مِری بگڑی کے بنانے والے

کرو تیّاری! بَس اب آئی تمہاری باری　　یُوں ہی ایّام پھِرا کرتے ہیں باری باری

ہم نے تو صبر و توکُّل سے گزاری باری

ہاں مگر تم پہ بہت ہوگی یہ بھاری باری

(جلسہ سالانہ یوکے 1984ء)

....

3

کیا مَوج تھی جب دِل نے جپے نام خدا کے　　اِک ذِکر کی دھونی مرے سینے میں رَما کے

آہیں تھیں کہ تھیں ذکر کی گھنگھور گھٹائیں　　نالے تھے کہ تھے سیلِ رواں حَمد و ثنا کے

سِکھلا دیئے اسلوب بہت صبر ورضا کے　　اب اور نہ لمبے کریں دِن کرب و بَلا کے

اُکسانے کی خاطِر تیری غیرت تیرے بندے　　کیا تُجھ سے دُعا مانگیں سِتم گر کو سُنا کے

رَکھ لاج کچھ اِن کی مِرے ستّار کہ یہ زخم　　جو دِل میں چھُپا رکھے ہیں پُتلے ہیں حیا کے

لاکھوں مِرے پیارے تِری راہوں کے مُسافر　　پھرتے ہیں تِرے پیار کو سینوں میں بَسا کے

ہیں کِتنے ہی پابند سَلاسِل وہ گنہگار　　نکلے تھے جو سینوں پہ تِرا نام سَجا کے

میں اُن سے جُدا ہوں مجھے کیوں آئے کہیں چین　　دِل مُنتظِر اُس دِن کا کہ ناچے اُنہیں پا کے

عُشّاق تِرے جِن کا قدَم تھا قدَمِ صِدق　　جاں دے دی نبھاتے ہوئے پیمان وفا کے

چھَت اُڑ گئی سایہ نہ رہا کِتنے سَروں پہ　　ارمانوں کے دِن جاتے رہے پیٹھ دِکھا کے

اِتنا تو کریں اُن کو بھی جا کر کبھی دیکھیں　　ایک ایک کو اپنا کہیں سینے سے لگا کے

آدابِ محبت کے غلاموں کو سِکھا کے　　کیا چھوڑ دیا کرتے ہیں دیوانہ بنا کے؟

دیں مُجھ کو اِجازت کہ کبھی میں بھی تو روٹھوں　　لُطف آپ بھی لیں رُوٹھے غُلاموں کو منا کے

لیکن مجھے زیبا نہیں شِکوے میرے مالِک یہ مجھ سے خَطا ہو گئی اوقات بُھلا کے
دیوانہ ہوں دیوانہ، بُرا مان نہ جانا صدقے مِری جاں آپ کی ہر ایک ادا کے
سنیئے تو سہی پَگلا ہے دِل، پگلے کی باتیں ناراض بھی ہوتا ہے کوئی دِل کو لگا کے
ٹھہریں تو ذرا، دیکھیں، خفا ہی تو نہ ہو جائیں جانا ہے تو کُچھ درس تو دیں صبر و رضا کے
جو چاہیں کریں صرف نِگہ ہم سے نہ پھیریں جو کرنا ہے کر گُزریں مگر اپنا بتا کے
فِطرت میں نہیں تیری غلامی کے سِوا کُچھ نوکر ہیں اَزَل سے تیرے چاکر ہیں سدا کے

اس بار جب آپ آئیں تو پھر جا کے تو دیکھیں
کر گُزروں گا کُچھ ۔ اب کے ذرا دیکھیں تو جا کے

(1986ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب
(اللہ آپ سے راضی ہو)

میری سجدہ گاہ کو لُوٹ لو میری جبیں کو لُوٹ لو
میرے عمل کو لُوٹ لو اور میرے دیں کو لُوٹ لو
میری حیات و موت کا مالک ہو کوئی غیر کیوں
تُم میری ہاں کو لُوٹ لو، میری نہیں کو لُوٹ لو
رنج و طرب مرا سبھی بس ہو تمہارے واسطے
روحِ سرور لُوٹ لو قلبِ حزیں کو لوٹ لو
نانِ جویں کے ماسوا دِل کو مرے ہوس نہیں
چاہو تو اے جاں آفریں نان جویں کو لُوٹ لو
جب جاں تمہاری ہو چکی تو جسم کا جھگڑا ہی کیا
مرا آسمان تو لُٹ چکا اب تم زمیں کو لوٹ لو
گھر بار یہ میرا نہیں اور میں بھی کوئی غیر ہوں؟
اے مالکِ کون و مکاں آؤ مکیں کو لُوٹ لو

(الفضل 13 اکتوبر 1948ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

(اللہ آپ سے راضی ہو)

اے خدا مُجھ کو تو دُنیا میں مزا آتا نہیں — اس جہاں کا کوئی بھی منظر مجھے بھاتا نہیں

ہر طرف کُفر و فساد و افترا ہے موجزن — ہائے کیوں ...... اپنی شان دِکھلاتا نہیں

ہو ضلالت کی ترقّی اور فنا ...... کی — دیکھ کر یہ حال مجھ سے تو رہا نہیں جاتا

جِس کو دیکھو کُفر پر اور دہریت پہ ہے فِدا — دینِ حق کا آج کل کوئی بھی غم کھاتا نہیں

جان دیتا ہے زمانہ اب فجور و فسق پر — حق کا کوئی چاہنے والا نظر آتا نہیں

ہر جگہ ادیانِ باطل ہیں اُڑاتے بیرقیں — کیا ہوا کیوں پرچمِ ...... لہراتا نہیں

کفر منزل اَوج کی طے کر رہا ہے رات دِن — تجھ سے اے ...... کیوں آگے بڑھا جاتا نہیں

کیا خفا ہم سے ہے یا خود دین سے بیزار ہے — اے خُدا تُجھ کو بھی کیا ...... اب بھاتا نہیں

کیا ارادہ ہے ترا ...... کو کر دے فنا — یا کوئی اس دین کے قابل نظر آتا نہیں

جان و مال وعزت و جاہ وحشم قربان ہیں — کیا ہوا گر احمدی ...... بھی کہلاتا نہیں

عہد کرتے ہیں کے ہم ہر چیز سے تیّار ہیں — ظلم اب ...... پر ہم سے سہا جاتا نہیں

جان و دِل حاضر ہیں تری راہ میں پر اے خدا — بے مدد ان نیم جانوں سے لڑا جاتا نہیں

چاہتے ہو تم اگر ...... پھر پھولے پھلے

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

(اللہ آپ سے راضی ہو)

1

مِرے مولا مِرے ولی و نصیر
مِرے آقا میرے عزیز و قدیر

اے مجیب الدُّعا سمیع و بصیر
قادر و مقتدر علیم و خبیر

دل کی حالت کے جاننے والے
اپنے بندوں کی ماننے والے

اَے ودود و رؤف رَبِّ رحیم
اے غفُور، اے میرے عفُو و حلیم

لُطف کر بخش دے خَطاؤں کو
ٹال دے، دور کر بَلاؤں کو

شافی و کافی و حفیظ و سلام
مالِک و ذُوالجلال و الاکرام

خالق الخلق، ربیّ الاعلیٰ
حیّ و قیوم، محیِیَ المُوتیٰ

واسطہ تُجھ کو تیری قُدرت کا
واسطہ تُجھ کو تیری رحمت کا

اپنے نامِ کریم کا صدقہ
اپنے فضل عظیم کا صدقہ

تُجھ کو تیرا ہی واسطہ پیارے
میرے پیاروں کو دے شِفا پیارے

(آمین)

(الفضل 24رفروری 1949ء)

....

2

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دِلرُبا مرے

بارِ گُنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس راہ سے تم ملو مجھے اس رہ پہ ڈال دو

اِک نور خاص میرے دِل و جاں کو بخش دو ‏ ‏ میرے گناہِ ظاہر و پنہاں کو بخش دو

بس اِک نظر سے عقدۂ دِل کھول جایئے ‏ ‏ دِل لیجئے مرا مُجھے اپنا بنایئے

ہے قابلِ طلب کوئی دُنیا میں اور چیز؟ ‏ ‏ تم جانتے ہو تُم سے سِوا کون ہے عزیز؟

دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہیں تو ہو

جو تُم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

(الفضل 9/مارچ 1940ء)

....

3

اے محسن و محبوب خُدا اے مرے پیارے ‏ ‏ اے قوّتِ جاں اے دلِ محزوں کے سہارے

اے شاہِ جہاں نورِ زماں خالقِ باری ‏ ‏ ہر نعمتِ کونین تیرے نام پہ واری

یارا نہیں پاتی ہے زُباں شُکر وثنا کا ‏ ‏ احسان سے بندوں کو دیا اِذن دُعا کا

کیا کرتے جو حاصل یہ وسیلہ بھی نہ ہوتا ‏ ‏ یہ آپ سے دو باتوں کا حیلہ بھی نہ ہوتا

تسکینِ دل و راحتِ جاں مِل ہی نہ سکتی ‏ ‏ آلامِ زمانہ سے اماں مِل ہی نہ سکتی

پروا نہیں باقی نہ ہو بے شک کوئی چارا ‏ ‏ کافی ہے ترے دامنِ رحمت کا سہارا

مایوس کبھی تیرے سوالی نہیں پھرتے ‏ ‏ بندے تری درگاہ سے خالی نہیں پھرتے

مالک ہے جو تو چاہے تو مُردوں کو جِلا دے ‏ ‏ اے قادرِ مُطلق مرے پیاروں کو شِفا دے

ہر آن ترا حُکم تو چل سکتا ہے مولےٰ ‏ ‏ وقت آ بھی گیا ہو تو وہ ٹل سکتا ہے مولےٰ

تقدیر یہی ہے تو یہ تقدیر بدل دے

تو مالکِ تحریر ہے ''تحریر'' بدل دے؛

(آمین)

(الفضل 3/مارچ 1949ء)

4

کیا التجا کروں کہ مجسّم دُعا ہوں میں
سرتا بہ پا سوال ہوں سائل نہیں ہوں میں

میری خطائیں سب ترے غفراں نے ڈھانپ لیں
اب بھی نِگاہ لُطف کے قابل نہیں ہوں میں؟

وحشت مری نہیں ابھی ہم پایۂ جنوں
اہلِ خِرد پہ بار ہوں عاقل نہیں ہوں میں

میرا کوئی نہیں ہے ٹھکانا تیرے سوا
تیرے سوا کسی کے بھی قابل نہیں ہوں میں

مٹتی ہوئی خودی نے پُکارا کہ اے خُدا!
آ جا کہ تیری راہ میں حائل نہیں ہوں میں

یہ راگ دِل کا راز ہے سن درد آشنا
کچھ ہمنوائے شورِ عنادل نہیں ہوں میں

(درِّ عدن)

محترمہ سیّدہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ

میری سادگی دیکھ کیا چاہتی ہوں
تجھی سے تجھے مانگنا چاہتی ہوں

چھپاؤں میں کیوں راز اُلفت کا اپنی
میں بابِ محبت کُھلا چاہتی ہوں

میرے سازِ دل کو نہ چھیڑو، نہ چھیڑو
میں اِک نغمۂ نو بھرا چاہتی ہوں

محبت بھی ، رحمت بھی ، بخشش بھی تیری
میں ہر آن تیری رضا چاہتی ہوں

اطاعت میں اس کی سبھی کچھ ہی کھو کر
میں مالک کا بس آسرا چاہتی ہوں

میرے خانۂ دل میں بس تو ہی تو ہو
میں رحمت کی تیری رِداء چاہتی ہوں

(مصباح اپریل،مئی1987ء)

دورِ اوّل

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب

(اللہ آپ سے راضی ہو)

(1)

دُعا

اے آنکہ میرے واقفِ اسرار ہو تم ہی دلبر تم ہی نگار تم ہی یار ہو تم ہی

کوئی نہیں جو رنج و الم سے کرے رہا یاں دِل شکن بہت ہیں پہ دلدار ہو تم ہی

دروازہ اور کوئی بھی آتا نہیں نظر جاؤں میں کس طرف کو جو بیزار ہو تم ہی

تم سا کسی میں حسن گلو سوز ہے کہاں عالم کی ساری گرمیٔ بازار ہو تم ہی

لینے کا اس متاع کے کس کو ہے حوصلہ لے دے کے میرے دِل کے خریدار ہو تم ہی

اعمال ہیں نہ مال نہ کوئی شفیع ہے اب بات تب بنے جو مددگار ہو تم ہی

تم سے نہ گر کہوں تو کہوں کس سے جا کے اور اچھا ہوں یا بُرا مِری سرکار ہو تم ہی

اب لاج میری آپ کے ہاتھوں میں ہے فقط ستار ہو تم ہی مِرے غفار ہو تم ہی

درماندہ رہ گیا ہوں غضب تو یہی ہوا کیجئے مدد! کہ چارۂ آزار ہو تم ہی

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا

ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

(الفضل 2رفروری 1943ء)

2

علاج دردِ دِل تم ہو، ہمارے دلربا تم ہو
تمہارا مدعا ہم ہیں، ہمارا مدعا تم ہو

مِری خوشبو، مرا نغمہ، مِرے دِل کی غذا تم ہو
مِری لذت، مِری راحت، مِری جنت، شہا تم ہو

مِرے دلبر، مرے دلدار، گنج بے بہا تم ہو
صنم تو سب ہی ناقص ہیں فقط کامل خدا تم ہو

مِرے ہر درد کی، دکھ کی، مصیبت کی، دوا تم ہو
رجا تم ہو، غنا تم ہو، شفا تم ہو، رضا تم ہو

جفا میں ہوں، وفا تم ہو، دعا میں ہوں، عطا تم ہو
طلب میں ہوں، سخا تم ہو، غرض میرے پیا تم ہو

مِرا دِن تم سے جگمگ ہے، مِرے شب تم سے ہے جھم جھم
مِرے شمس الضحیٰ تم ہو، مِرے بَدْرُ الدُّجےٰ تم ہو

سجھائی کچھ نہیں دیتا، تمہارا گر نہ ہو جلوہ
کہ دِل کی روشنی تم ہو، اور آنکھوں کی ضِیا تم ہو

"ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمیٰ"
وہ عَلَّامُ الْغُیُوْب اور واقفِ سِر و خَفَّا تم ہو

بہت صیقل کیا ہم نے جلا دیتے رہے ہر دم
کہ تا اس دِل کے آئینے میں میرے رونما تم ہو

کہاں جائیں؟ کدھر دوڑیں کسے پوچھیں کہاں پہنچیں
بھٹکتوں کو سنبھالو، ہادیٔ راہِ ہُدیٰ تم ہو

تم ہی مخفی ہو ہر لَے میں، تم ہی ظاہر ہو ہر لَے میں
اَزل کی ابتدا تم ہو، ابد کی انتہا تم ہو

اَلَسْتُ پُشت آدم میں کہا تھا جس کو وہ مَیں تھا
سنا قول بلیٰ جس نے وہ میرے رَبَّنا تم ہو

تباہی سے بچا کر گود میں اپنی مجھے لے لو
کہ فانی ہے یہ سب دنیا، بس اک روح بقا تم ہو

میں شاکر گر ہوں نعمت کا، تو صابر بھی مصیبت پر
کہ اُلفت کی جزا تم ہو، محبت کی سزا تم ہو

ہر اک خوبی مِری فیضِ خداوندی کا پرتو ہے
خِرد، حکمت، بصیرت، معرفت، ذہن رسا تم ہو

"مِرا ہر جا کہ مے بینم، رُخِ جاناں نظر آید"
حیاتِ جسم، نورِ روح، عالم کی ضیا تم ہو

لگایا عشق ہم سے خود تو پھر ہم بھی لگے مرنے
تمہارے مُبْتَدا ہم تھے، ہمارے مُنْتَہا تم ہو

عنایت کی نظر ہو کچھ کہ اپنی ہے حقیقت کیا تمہاری خاکِ پا ہم ہیں، ہماری کیمیا تم ہو
بھنور میں میری کشتی ہے بچالو غرق ہونے سے حوالے یہ خدا کے ہے اب اس کے ناخدا تم ہو
''شب تاریک وبیم موج وگرداب چنیں ہائل'' مصائب خواہ کتنے ہوں ہمارا آسرا تم ہو
ہر اک ذرے میں جلوہ دیکھ کر کہتی ہیں یہ آنکھیں تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
نہ تم اس ہاتھ کو چھوڑو، نہ ہم چھوڑیں گے یہ دامن غلام میرزاؑ ہم ہیں خدا ئے میرزاؑ تم ہو
الٰہی بخش دو میری خطائیں میری تقصیریں کہ غفار الذنوب اور ماحیٔ جرم و خطا تم ہو

منا جاتیں تو لاکھوں تھیں مگر اک جنبش سر سے
پسند اس کو کیا جس نے وہ میرے کبریا تم ہو

....

3

دُعائے من

خدائے من، خدائے من، دوائے من، شفائے من
قبائے من، رِدائے من، رجائے من، ضِیائے من
قبول کُن، دُعائے من، دُعائے من، نِدائے من
نِدائے من، نَوائے من، نَوائے من، صدائے من

میں بندہ ہوں ترا غریب، تُو ہے مِرا خدا عجیب
مَیں دُور ہوں تُو ہے قریب، مَیں مانگتا ہوں اَے مُجیب
تو ہی دوّا، تو ہی طبیب، تُو ہی مُحِبّ تُو ہی حبیب
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

زمین و آسماں کا نُور، مکان و لامکاں سے دُور
ہمہ صِفَت، ہمہ سُرور، خدائے ذُوالجلالِ طُور
قبول کر دُعا ضرور، مِرے خدا، مِرے غفور
خدائے من؛ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

معاف کر سزا مِری، گناہ مِرے جفا مِری
قبول کر دُعا مِری، صدا و اِلتجا مِری
کہ بخشتا نہیں کوئی، ترے سوا خطا مِری
خدائے من؛ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ہماری تو پُکار سُن، صدائے اَشکبار سُن
نوائے بیقرار سُن، نِدائے اِضطرار سُن
دُعائے شرمسار سُن، اَے میرے غمگسار سُن
خدائے من؛ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

گناہ سے ہم کو دُور رکھ، دِلوں کو پُرزِ نُور رکھ
نشے میں اپنے چُور رکھ، ہمیشہ پُرسُرور رکھ
نظر کرم کی ہم پہ تُو، ضرور رکھ، ضرور رکھ
خدائے من؛ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

پڑھیں کلامِ حق بشوق، عبادتوں میں آئے ذَوق
اُتار غفلتوں کے طوق، اُڑیں فضا میں فَوق فَوق
یہ مسجدیں ہیں تیرے گھر، ہم ان میں جائیں جَوق جَوق
خدائے من؛ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ترقیاں مُدام دے، مسرّتوں کا جام دے
نجات کا پیام دے، کشُوف دے، کلام دے

حیات دے، دوام دے، فلاح دے، مرام دے
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ہدائتیں، کرامتیں، حکومتیں، خِلافتیں
شَہادتیں، صَداقتیں، نبوتیں وِلایتیں
بَصیرتیں، وَرایتیں، لِیاقتیں، سَعادتیں
مِلیں ہمیں خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بلندیاں خیال کی، ترقیاں کمال کی
تجلیاں جمال کی، فراخیاں نَوال کی
بڑھوتیاں عیال کی، شجاعتیں رجال کی
بدہ بہ ما، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

دوائے دِلِ شفائے دِل، جلائے دِل، صفائے دِل
وفائے دِل، سخائے دِل، ہُدائے دِل، ضیائے دِل
مرابدہ، خدائے دِل، مُراد و مُدعائے دِل
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

فنون دے، علوم دے، فتوح دے، رقوم دے
جو نسل بالعموم دے، وہ مہر و مہ، نجوم دے
نئے مبائعین کا، ہر ایک جا ہجوم دے
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

نَوا، صَدا، دُعا، بکا، حیا، وَفا، غِنا، سَخا
عَطا، جَزا، ہُدی، تُقٰی، فَنا، بَقا، لِقا، رَضا
مِرے خدا، مِرے خدا، بدِہ بما، بدِہ بما
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ترے وہ دیں کی خدمتیں، تری وہ خاص برکتیں
تری عجیب نصرتیں، تری لذیذ نعمتیں
تری لطیف جنتیں، غرض تری محبتیں
نصیب ہوں خدائے من، قبول کُن دُعائے من

الٰہی عفو و مغفرت، خدایا قرب و معرفت
مناسبت، مشابہت، مکالمت، مخاطبت
مطابقت، موانست، ملیں ہمیں بعافیت
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

یہ قلب پُراُمید ہے، مسرتیں ہیں، عید ہے
بشارت و نوید ہے، کہ خاتمہ سعید ہے
نہیں یہ کچھ عجب، کہ تو، حمید ہے، مجید ہے
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بَیا بَیا، نگارِ من، نِگہ نِگہ، بہارِ من
پنہ پنہ، حِصارِ من، مدد مدد، اے یارِ من
بر بہشتی مقبرہ، بنائے کُن مزارِ من
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

دُرود مصطفیٰؐ پہ ہو، صلوٰاۃ مرزاؑ پہ ہو
سلام مقتدا (ایدہ) پہ ہو، دُعا ہر آشنا پہ ہو
جو اپنا کارساز ہے، توکّل اُس خدا پہ ہو
خدائے منؑ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

آمین

(الفضل12 مارچ1943ء)

حضرت میر ناصر نواب صاحب

(اللہ آپ سے راضی ہو)

1

میں نہیں مانگتا کہ تو زر دے	فضل اپنا تو اے خدا کردے
جس سے باطل خیال ہوں سب دور	اس قدر اپنا مجھ کو تو ڈر دے
دِل وہ دے جس میں ہو تیری اُلفت	سرکشی سے بری ہو وہ سر دے
تجھ تلک جن سے اُڑ کے میں پہنچوں	اِس قدر تیز تر مجھے پَر دے
خَلق پر مجھ کو اے مرے مولا	رحم و شفقت مثال مادر دے
میں فرشتہ بنوں محال ہے یہ	مجھ کو انسانیت کے جوہر دے
میرے ناصر تو میری نصرت کر	نیک تو مجھ کو یار و یاور دے
تو بھی خارج کرے نہ جس سے کبھی	عیش و عشرت کا مجھ کو وہ گھر دے
دُشمنوں کو کرے ہلاک و تباہ	ایسا اِک تیز مجھ کو خنجر دے
ایسے خنجر میں یہ بھی ہو تاثیر	دِل کے زخموں کو مندمل کردے
راہ میں تیری جو ہیں سر بسجود	خاک پا اُن کی مجھ کو تو کردے

ناصرِ بے نوا ہے تیرا فقیر
جھولی اس کی تو فضل سے بھر دے

(بدر قادیان 12/اگست 1909ء)

2

خدا کی حمد ہے انساں پہ لازم
ہے اس کا شکر انس و جاں پہ لازم

ادائے حمد ہو کیوں کر زباں سے
زباں ایسی کوئی لائے کہاں سے

خدا کے فضل سے ہوتے ہیں سب کام
کہ بے گنتی ہیں اسکے ہم پہ انعام

زمین وآسماں اس نے بنائے
ملائک اور بشر اُن میں بسائے

اُسی نے مہر و ماہ کو روشنی دی
بنائی اُس نے گردش روز و شب کی

بنائے آسماں میں اُس نے تارے
دِکھائے خوشنما اُس نے نظارے

کروڑوں ہیں جہاں میں کارخانے
پڑے لُٹتے ہیں یاں لاکھوں خزانے

اسی کا ہے یہاں سب کو سہارا
بغیر اُس کے نہیں دَم بھر گُزارا

زمیں میں سیم و زر اُس نے دبایا
پہاڑوں میں جواہر کو چھپایا

ہزاروں جانور اُس نے بنائے
پروں والے، دو پائے، چار پائے

درختوں سے کیا دنیا کو سر سبز
پرندوں کو دئے ہیں اُس نے پر سبز

وہی دُنیا پہ برساتا ہے بادل
وہی کرتا ہے پیدا پھول اور پھل

درختوں میں لگاتا ہے وہ میوے
ہمیں ہر دم کھلاتا ہے وہ میوے

لگاتا ہے وہی بالوں میں دانے
بجز اِسکے یہ حکمت کون جانے

بنایا اُس نے کیسا پاک پانی
کہ ہے موقوف جِس پر زندگانی

ہَوا کیا اُس نے پاکیزہ بنائی
کہ جِس سے زِندگی دُنیا نے پائی

اُسی نے آگ کو پیدا کیا ہے
ہمیں سامانِ عشرت سب دیا ہے

سمندر اور پہاڑ اُس نے بنائے
کہ خلقت فائدہ اُن سے اُٹھائے

اُسی نے ہم کو مٹّی سے بنایا — عدم سے وہ ہمیں ہستی میں لایا
اُسی نے روح پیدا کی ہماری — اُسی نے جسم کی حالت سنواری
اُسی نے ہم پہ رحمت کی نظر کی — اُسی نے ہم کو اپنی معرفت دی
اُسی نے ہم کو عقل و ہوش بخشے — اُسی نے ہم کو چشم و گوش بخشے
کیا اُس نے ہمیں شنوا و بینا — جڑا آنکھوں کے حلقوں میں نگینہ
بنائے دست و پا موزوں و چالاک — عطا کی ہم کو اُس نے صورتِ پاک
اُسی نے یہ لب و دنداں بنائے — عجب یاقوت اور موتی لگائے
بنائی اُس نے چہرہ پہ عجب ناک — نہ ہو اِک ناک تو عزّت نہیں خاک

دئے اُس نے ہمیں کام و دہاں خوب
اِسی نے ہم کو بخشی ہے زباں خوب

زباں اپنے کرم سے اُس نے کھولی — سکھائی ہے اُسی نے ہم کو بولی
ہمیں اس نے دیئے ہیں سخت بازو — بنایا ہے اُسی نے ہم کو خوش رُو
قدِ رعنا عطا اس نے کیا ہے — تناسب اُس نے اعضا کو دیا ہے
اسی نے ماں کی چھاتی میں دیا دودھ — کرم سے یا عمل سے ہے لیا دودھ؟
بلاشک ہے وہی ہم کو جِلاتا — سدا وہ ہے کھِلاتا اور پلاتا
ہمیشہ ہے خبر گیراں ہمارا — مریضوں کا وہی کرتا ہے چارا
وہی ہے جسم اور جاں کا محافظ — ہمیشہ ہے وہ انساں کا محافظ
نگہباں ہے زمین و آسماں کا — بلا شرکت ہے وہ مالک جہاں کا

نہ بیٹا ہے نہ باوا ہے نہ بھائی
اکیلا کررہا ہے وہ خدائی

3

میں مشکلات میں ہوں مشکل کُشا تو ہی ہے　　محتاج ہوں میں تِرا حاجت روا تو ہی ہے

دُکھ دَرد ہیں ہزاروں کِس کِس کا نام لوں میں　　بندہ ہوں میں تو عاجز میرا خُدا تو ہی ہے

سچّے رسول تیرے سچّی تری کتابیں　　سب گمرہوں کا لیکن اک راہ نما تو ہی ہے

صدہا طبیب حاذق لاکھوں ہی ہیں کتابیں　　لیکن مرے پیارے دِل کی دوا تو ہی ہے

کچھ بھی ہمیں تو آتا تجھ بن نظر نہیں ہے　　پوشیدہ بھی تو ہی ہے اور بر ملا تو ہی ہے

تیرے سوا نہیں ہے دلدار کوئی ہر گز　　قربان جِس پہ دِل ہو وہ دِلربا تو ہی ہے

ہو باپ یا کہ ماں ہو بیوی ہو یا کہ بیٹا!　　ہیں چار دِن کے ساتھی لیکن سدا تو ہی ہے

جو تیرے پاس آیا ،اُس نے ہی لُطف پایا　　کُل بے وفا ہے دُنیا اک با وفا تو ہی ہے

جِس نے نہ تجھ کو دیکھا بیشک ہے وہ تو اندھا　　آنکھوں کا نور تو ہی دِل کی ضیا تو ہی ہے

نیکوں کو نیک رستہ دِکھلا رہا ہے تو ہی　　ہاں فتنہ جُو کی خاطر بس فتنہ زا تو ہی ہے

جس جس ادا پہ ہوتے قُرباں ہیں سب رنگیلے

میں تیرے منہ کے صدقے وہ خوش ادا تو ہی ہے

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

(اللہ آپ سے راضی ہو)

1

اے میرے محسن اے میرے خدا
اک ہوں ناکارہ میں بندہ تیرا

پُر گناہوں سے ہوں اور غفلت سے
سر مرا اُٹھ نہ سکے خجلت سے

ظُلم پر ظُلم ہوا مجھ سے سدا
تو نے انعام پہ انعام کیا

دیکھے عصیاں پہ عصیاں تو نے
کئے احساں پہ احساں تو نے

پردہ پوشی کی ہمیشہ میری
انتہا ہے نہ تری رحمت کی

متمتع کیا ہر نعمت سے بار بار
گِن نہیں سکتا ہوں میں احساں تیرے

رحم کر اب بھی تو نالائق پر
تیرا بندہ ہوں میں عاجز مضطر

جس قدر مجھ سے ہوئی بے باکی
ناسپاسی ہوئی مجھ سے جتنی

فضل سے کر تو مُعاف اے مولا
تیری رحمت کا بڑا ہے دریا

دے رہائی مرے اس غم سے مجھے
چارہ گر ہے نہ کوئی جُز تیرے

....

(حیاتِ قُدسی جلد سوم صفحہ 13)

2

کر وہ عمل کہ جس کی جزا میں خدا ملے　　ہمّت بلند کر کہ یہی مدّعا ملے

گر مل گیا خدا تجھے سب کچھ ہی مل گیا　　باقی وہ کیا رہے گا جو ربّ العُلیٰ ملے

گر ذوقِ دِید و وصلِ خدا چاہیے تجھے　　کوشش سے کر دُعا تجھے عشقِ خُدا ملے

جب تک کسی کو بھوک نہ ہو اور پیاس ہو　　کھانا لذیذ بھی ہو نہ اُس کو مزا ملے

ہر اک مرض کے واسطے خالق ہے خود دَوا　　اے کاش اس علاج سے تجھ کو شفا ملے

دُنیا بدل رہی ہے تغیّر سے روز وشب　　جو بے بدل ہے کاش وہ عینُ البقاء ملے

جو کچھ بغیر حق کے ہے باطل ہے جانِ من　　طالب تو حق کا بن کہ تجھے حق نُما ملے

عالم ہے مثلِ آئینہ ربِّ جہان کا　　جب آئینہ ہو صاف تو عکس صفا ملے

ہے واجب الوجود ازل سے ابد تلک　　ممکن بھی ہے وجوب نما گر ہُدا ملے

دُنیا میں یہ نظامِ شریعت بھی راز ہے　　قدرت کا ہر نظام بھی اس سے ہی آ ملے

انسان ہے خُلاصہ سبھی کائنات کا　　ہے سرِ کائنات جو عقدہ کشا ملے

اک دائرہ کی شکل میں ہستی کا دور ہے　　جیسے کہ سرِ قُدس سے قُدّوس آ ملے

قدسؔی درختِ ہستیِ اقدس کا ہے ثمر

نقطۂ انتہا سے ہی ہر ابتدا مِلے

حضرت سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

(اللہ آپ سے راضی ہو)

پناہ درکار ہے مجھ کو خدا کی | نہ شیطان الرجیمِ بے حیا کی
بھروسہ ہے فقط نام خدا کا | بڑا جو مہرباں ہے رحم والا
بحمد آنکہ نام پاک اللہ | صفات اپنی میں ہے وہ ذات یکتا
صفت اک یہ کہ رَبُّ العالمیں ہے | ہر اک مخلوق سے بالا تریں ہے
پھر اک رحمان پیارا نام اُس کا | ہے جاری جس سے فیضِ عام اس کا
رحیم بندگانِ مخلصیں ہے | پناہ اِس کو سوا اُس کے نہیں ہے
وہی مالک ہے بس روزِ جزا کا | کرے گا فیصلہ ما و شما کا
تجھے ہے بندگی اللہ ہمارے | ترے مسکین بندے ہم ہیں سارے
مدد کر تو ہماری رب اعلیٰ | تو خود کردے ہمارا بول بالا
چلا ہم کو براہِ راست رحماں | عطا کر تو ہمیں فضل فراواں
ترے بندے جو ہیں مخلوق رحیما | عطا جن پر ہوئی تیری کریما
انہیں کی راہ پرہم کو چلا تو | انہیں منعم علیھم میں ملا تو
غضب جن پر ترا اے مالک آیا | ہلاکت اور مصیبت میں پھنسایا
ہوئے گمراہ جو بھولے ہُدیٰ کو | جو بیٹھے چھوڑ ہیں راہِ صفا کو
ہمیں اُنکی روش سے تو بچانا | نہ اُنکی راہ پر ہم کو چلانا
سکھایا تو نے خود ہے اس دُعا کو | تو اب منظور کر اس التجا کو

نہیں طاقت سوا تیرے کسی میں — کہ کام آوے کسی کی بے کسی میں

ہیں بیکس تو ہمارے کام آنا — ہمارے کام خود تو ہی بنانا

ہیں بیچارے تو خود کر چارہ سازی — ترے بندے ہیں کر بندہ نوازی

ہمارے کام میں تو یار ہو جا — جو یہ ہو جا تو بیڑا پار ہو جا

خدا ہے تو تری ہے سب خدائی — کرے بندوں کی تو حاجت روائی

تری درگاہ ہے درگاہِ عالی — نہیں جاتا یہاں سے کوئی خالی

عمل میں ہم بھلے ہیں یا بُرے ہیں — غرض جو کچھ کہ ہیں بندے ترے ہیں

بروں کو نیک کرنا کام ترا — بڑا ہے تُو بڑا ہے نام تیرا

زمین و آسماں کا تو ہے خالق — ہر اک مخلوق کا تو ہی ہے رازق

ہر اک جاں تجھ سے اے جانِ جہاں ہے — تو ربّ العٰلمیں ہے مہر باں ہے

ہو تجھ سے نیستی کا ہست کرنا — پھر ہستی کا بند و بست کرنا

تری ہر شئے ہے اور تجھ سے ہے پیدا — یہ سب عالَم کئے تو نے ہویدا

ہر اک شے تجھ سے پر تجھ سی نہیں ہے — ترا ثانی نہیں ممکن کہیں ہے

بنانا اس کو اور اس کو گرانا

یوں ہی چلتا ہے ترا کارخانہ

(الحکم نمبر54،جلد7، 10/اکتوبر 1908ء)

حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی

بہت جا سر کو پٹکا درد غم سے
بہت جا خاک چھانی غم الم سے

بہت جا داغ سینوں کے دِکھائے
بہت جا اشک رو رو کے بہائے

مگر تجھ بن نہ پایا کوئی ایسا
جو مطلب میرا بر لائے خدایا

سو اب محروم ہو کر سب جگہ سے
گرا ہوں سرنگوں میں در پہ ترے

ترے بن کون پکڑے ہاتھ میرا
ترے بن کون دیوے ساتھ میرا

مگر مشکل ہے مطلب میرے دل کا
کہ روشن تجھ پہ ہے سب حال میرا

فقط اک عشق تیرا چاہتا ہوں
تجھے تجھ سے خدایا چاہتا ہوں

(الفضل نومبر 2003ء)

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہر

خواب میں اک بار پھر اپنی جھلک دِکھایئے
پردہِ ظُلمتِ خودی دل سے مرے اٹھایئے

لب پہ ہیں آہ و زاریاں دل میں ہیں بیقراریاں
آیئے آیئے ضرور صبر و قرار لایئے

وہ بھی ہے کوئی زندگی جس میں سکونِ دل نہ ہو
غم سے نجات دیجیئے آ کے مجھے جلایئے

میں ہوں ضعیف و نا تواں بارِ گنہ سے نیم جاں
اے میری جانِ آرزو آ کے مجھے بچایئے

آپ نے راہِ عشق میں ہم کو کھڑا تو کر دیا
آبلہ پائی کا علاج بہرِ خدا بتایئے

ہائے یہ جانِ خستگی، ہائے یہ دلِ شکستگی
جلوہ رُخ دکھا کے آپ آگے ہمیں بڑھایئے

موت قدم قدم پہ ہے صبر و رضا کی راہ میں
زِندگی دوام کی راہ ہمیں دکھایئے

دہریت اور شرک میں ہوگئی مبتلا زمیں
فسق و فُجور وظلم کو دہر سے اب مٹایئے

کذب و دغا و جور ہے، خود غرضی کا دور ہے
وضع جہاں کچھ اور ہے درسِ وفا پڑھایئے

گوہر خستہ جان و دِل آتشِ غم سے مضمحل
سینہ سے اب لگایئے دِل کی لگی بجھایئے

حضرت مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقبؔ

میرزا خانی مالیرکوٹلوی

1

اپنا دیوانہ بنالے اے مرے مولا مجھے
آ کہیں جلدی دکھادے چہرۂ زیبا مجھے
ماسوا کی حسن و خوبی دل میں گھر کرتی نہیں
دل سے بھاتا ہے تری خوبی کا بس نقشہ مجھے
تری خوبی تری یکتائی تری رنگیں صفات
محوِ الفت کر گیا مولا ترا کیا کیا مجھے
کھو چکا ہوں میں تیری الفت میں سب عقل وشعور
میں بہت خوش ہوں بنالے اپنا دیوانہ مجھے
تُوہی تو ہے تجھ سوا ہے کون پیارے دلربا
ہیچ آتی ہے نظر دُنیا و مافیھا مجھے
تُو نے دے رکھی ہے جسکو دولتِ ایمان و دیں
کیوں رہے باقی بھلا دل میں کوئی شکوہ مجھے
تیرے ملنے کے سوا دل میں کوئی حسرت نہیں
کیوں ستائے دل کو حسرت کا کوئی کانٹا مجھے
تُو نے خود مجھ کو بڑھایا تو نے دی اولادنیک
تُو نے گھر مرا بسایا دے کے اک کنبہ مجھے

تُو ہی اُنکاہے سہارا تُو ہی اُنکا ہے کفیل
مجھ کوکیا غم ہے جو تجھ سا مل گیا آقا مجھے
جتنے دنیا میں بنے پھرتے ہیں آقائے جہاں
ڈال ان جھوٹے خداؤں سے نہ تو پالا مجھے
تیرے در پہ جھک چُکااب تو سَرِ عجز و نیاز
اب تری رزّاقیوں پہ ہے بڑا دعویٰ مجھے
میرے مولا میرے مالک تو ہے اک سچّا خُدا
لاج ہے تُجھ کو خدائی کی نہ کر جھوٹا مجھے
میرے سارے کام میرے گھر کے سارے انتظام
پورے کرکے کردے بے فکر اے شہ والا مجھے
تیرا ہو کر ہاتھ پھیلاؤں کسی کے سامنے
در پہ بیگانے کے بھیجے کرکے تو اپنا مجھے؟
دردِ دل کہنے کو آج آیا ہوں میں تیرے حضور
بندہ پرور اپنے بندوں کا نہ کر بندہ مجھے

....

2

کیا خوب ہے اے خدا خدائی تیری
ہے حسن ہی حسن خود نمائی تیری
جس دل میں درد نہیں تیری اُلفت کا
وہ دِل ہی نہیں خدا دُہائی تیری

....

دل میں پایا تُجھے عشاق نے جویا ہوکر　　جس نے دیکھا ہے تجھے دیکھا ہے تیرا ہوکر

روشنی دیدۂ یعقوب نے پائی تجھ سے　　تو ہے، پایا جسے یوسف نے زلیخا ہو کر

تابِ نظارہ کہاں اُن میں سرِ طور رہی　　اَرِنی کہتے ہوئے پہنچے جو موسیٰ ہوکر

تیرے غم میں ہے عجب لذت جاوید اُسے　　کیا کرے گا یہ دِلِ غمزدہ اچھا ہوکر

تجھ پہ مرتے ہیں جو ہیں زندہ و جاوید وہی　　کیا جلائے گا اُنہیں کوئی مسیحا ہوکر

تجھ پہ خوبانِ جہاں جان فِدا کرتے ہیں　　جان و دل چھینتے ہیں گو ستم آرا ہو کر

تُو رفیقِ دلِ مضطر تُو انیسِ دلِ زار　　ہم نے جانا یہ تیرے نام پہ شیدا ہو کر

حسن وخوبی میں تو یکتا ہے خدوخال میں ایک　　حسن وخوبی میں دِکھا دے کوئی تجھ سا ہوکر

لا مکاں کہتے ہیں تجھ کو عجب بات ہے یہ　　خانۂ دل میں تو بیٹھا ہے خود آرا ہوکر

اپنے بیگانہ سے بیگانہ وبے مہر ہوں میں　　بندہ و بت تیرے کوچہ کا شناسا ہوکر

تو ہو اور آئینۂ دل وہ ترا حُسن تمام　　دیدہ شوق رہے محوِ تماشا ہوکر

آج پھر بزم حضوری میں وہی شعروسخن

ثاقبؔ آئے ہیں یہاں بندۂ شیدا ہو کر

جناب سیّد حسین ذوقیؔ صاحب

(حیدرآباد دکن)

اے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی
اے کہ رَحْمَان رَبِّیَ الْاَعْلٰی

میرے اللہ اے میرے اللہ
بندے بے شک ہیں سب ترے اللہ

سب کا رحمان ہے رحیم ہے تُو
سب کا مالک ہے تُو کریم ہے تُو

سب کا خالق ہے سب کا تو مختار
سب کا ستّار سب کا ہے غفّار

تُو ہے فکروں کو ٹالنے والا
کام سب کے نکالنے والا

جان مُردوں میں ڈالنے والا
اور زندوں کو پالنے والا

وحدہٗ لا شریک تیری ذات
آپ اپنی مثال تیری صفات

تُو ہی مشکل کُشا ہمارا ہے
تیری ہی ذات کا سہارا ہے

میرے غفّار اے مرے ستّار
میں ہوں مجبور اور تُو مختار

بہ ہزاراں ادب میرے مولٰی
تیری درگاہ میں یہی ہے دُعا

بخش اور میری پردہ پوشی کر
میرے ستّار اے مرے داور

کر نہ تو مجھ کو غیر کا محتاج
گر رہوں تو رہوں ترا محتاج

دور ہر دل سے بیر ہوجائے
عاقبت بھی بخیر ہو جائے

جناب ظہورالدین اکمل صاحب

1

بڑھ چلا حد سے مرافسق و فُجُور اے مولیٰ ۔۔۔ کر رہا ہوں میں قُصور پہ قُصور اے مولیٰ

تو نے انعام پہ انعام کیئے ہیں مجھ پر ۔۔۔ سب سے بڑھ کے تو ہے مہدی کا ظہور اے مولیٰ

میں پشیماں ہوں بڑا اپنی غلط کاری پر ۔۔۔ بخش دے مجھ سے ہوئے جتنے قصور اے مولیٰ

اور مرے قلب میں وہ نورِ ہدایت بھر دے ۔۔۔ جس سے بن جاؤں میں اک عبدِ شکور اے مولیٰ

رات دن تیری عبادت میں ہی مشغول رہوں ۔۔۔ اور مقبول بنوں تیرے حضور اے مولیٰ

پھر اسی خاک میں ہو مسکن و مدفن میرا ۔۔۔ جس کے ہر ذرّہ میں ہے طُور کا نُور اے مولیٰ

اپنے محمود کی شوکت کو نمایاں کر دے ۔۔۔ سلسلہ میں ہو ترقّی کا وجود اے مولیٰ

اک جُنوں ہو ہمیں ...... کے پھیلانے کا ۔۔۔ پھونکیں توحید کا ہر وادی میں صور اے مولیٰ

خوابِ غفلت کے جو ماتے ہیں وہ جاگیں جلدی ۔۔۔ مُردے زندہ ہوں جو ہیں سخت کفور اے مولیٰ

اک نبی پاک مسیحائے زماں کے صدقے
سُن لے اکمل کی دُعائیں تو ضرور اے مولیٰ

....

2

نہ تڑپ خیالِ بت میں تو خدا کا یار ہو جا

تِرا پیار ہو اسی سے، اُسی پہ نثار ہوجا

نہ خزاں کی کُچھ غمی ہو ۔ نہ بہار کی خوشی ہو

کسی گُل کی یاد میں تو میری جان خار ہو جا

درِ یار تک رسائی، ابھی تک نہیں جو پائی

تو مِٹاکے اپنی ہستی ہمہ تن غبار ہوجا

وہ طریق میں بتاؤں کہ ہو دین کی اشاعت

تو نمونہ بن کے اچھا، ہمہ اشتہار ہو جا

جو کرے گا تو تواضع تو عُروج پا ہی لے گا

دلِ داغدار لے کر، مہ نور بار ہو جا

کسی کام کی نہیں ہے تری ہوشیاری اکملؔ

کسی مصطبہ میں جاکر ابھی بادہ خوار ہوجا

(بدر19/اکتوبر1911ء)

جناب چوہدری نعمت اللہ خان صاحب گوہرؔ

میں شکر کس زباں سے تیرا کروں خدایا — اپنے کرم سے تو نے ...... مجھے بنایا

قرآن مجھ کو بخشا ، ایمان مجھ کو بخشا — عرفان اپنا بخشا نورِ ہُدیٰ دِکھایا

پھیلی ہوئی جہاں میں جب چارسُو تھی ظُلمت — تیرے نبی نے آکر پیغامِ حق سُنایا

انوارِ دیں سے یکسر عالم ہوا منوّر — مردہ زمیں کو آبِ رحمت سے پھر جگایا

دنیا و دیں کے انعام اتنے ملے جہاں کو — جن کا نظیر ڈھونڈے سے بھی نظر نہ آیا

ادنیٰ غلام اس کے کرتے ہیں بادشاہی
کِس قدر تخت اس کا اونچا گیا بچھایا

آئے ائمّہ دیں سب دور مشکلیں کیں — حملوں سے دُشمنوں کے اسلام کو بچایا

تا دیں کی شان وشوکت آگے سے ہوفزوں تر — وعدے کو پورا کرنے تیرا مسیح آیا

آوازِ صور گونجی، محشر کا شور اُٹھا — سوتے ہوؤں نے خوابِ غفلت سے سر اُٹھایا

کچھ اس طرح سے چمکا وہ چودھویں کا مہتاب — عالم تمام اس کی کرنوں سے جگمگایا

اب تک سرور اُسکا باقی ہے میرے دِل میں — وحدت کا جام پیارے ساقی نے جو پلایا

اے میرے ربِّ اکبر! اے میرے بندہ پرور! — فضل و کرم کا تیرے کس نے ہے انت پایا

گوہرؔ کو بھی بھی عطا ہو درگہ میں باریابی
جس نے یہ نغمہ تیری حمد و ثنا میں گایا

جناب حسن رہتاسی صاحب

جس طرح پہلے تھا اُس کا لُطف و احساں اب بھی ہے
جیسا رب العالمیں تھا اور رحماں اب بھی ہے
جس قدر ظاہر تھا پہلے اتنا ہی ظاہر ہے آج
جتنا پنہاں تھا نظر سے اتنا پنہاں اب بھی ہے
گو نگاہِ سرسری قاصر ہے اس کی دید سے
نَحۡنُ اَقۡرَبُ کی صداسنتی رگِ جاں اب بھی ہے
ہم سے پہلے جس قدر انعام اگلوں پر ہوئے
تاابد جاری ہیں وہ،مومن کا ایماں اب بھی ہے
وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡفِينَا ہیں زیرِ موہبت
میرے دعوے کی موید نصِ قرآں اب بھی ہے
لَيۡسَ الۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَاسُعیٰ سننے کے بعد
تجھ کو ناحق کسبی و وہبی کا خلجاں اب بھی ہے
ہستیِ بےعیب پر طعنِ تلوُن الحَذَرۡ
کیا موحد کچھ حریصِ شرک پنہاں اب بھی ہے
بخل کا الزام جس پر تھا پُرانا افتراء
اُس سراپا حمد پر ویسا ہی بہتاں اب بھی ہے
اُس کی رحمت سے جو تھا نومید ہراک عہد میں
ابتداء سے تھا وہ شیطاں اور شیطاں اب بھی ہے

(الفضل قادیان 3/جنوری 1931ء)

جناب حکیم خلیل احمد مونگری

تیری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جل جلالہٗ
تیرے فضل کی نہیں انتہا تیری شان جل جلالہٗ

تیرا حسن لیس مثالہٗ، ترا ملک لیس زوالہٗ
نہیں تُجھ سا کوئی بھی دوسرا تیری شان جل جلالہٗ

تیرے قبضہ میں ہے فنا بقا ہے ترے لئے دائمی بقا
ہے ہر اک شے موردِ فنا تیری شان جل جلالہٗ

تیرا جلوہ ہر جا ہے چھا رہا جانے کس جگہ تو ہے خود چھپا
تیرا بھید کوئی نہ پاسکا تیری شان جل جلالہٗ

تو ہے خالقِ ہر انس و جاں سب ہیں تیرے بندہ ناتواں
کہاں ان کا تیرا مقابلہ تیری شان جل جلالہٗ

تو ثمر ہے نخلِ بلند کا میرا ہاتھ کوتہ و نارسا
ہاں تو خود ہی شاخِ لِقاء جھکا تیری شان جل جلالہٗ

تو مرا خدا ہے تو خود ہی آ تو جمال اپنا مجھے دِکھا
تو سکونِ دل مجھے کر عطا تیری شان جل جلالہٗ

تیری حمد میں ہوں غزل سرا تُو قبول فرما مرے خدا
یہ مِرا ترانۂ شکریہ تیری شان جل جلالہٗ

تو شکور ہے تو غفور ہے تو رحیم ہے تو کریم ہے
ہے خلیلؔ عاصی و پُر خطا تیری شان جل جلالہٗ

جناب حافظ سلیم احمد اٹاوی

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں
حمد کے قابل نہیں میری زباں

شکر تیرا کرسکوں کیونکر ادا
میں بشر ہوں تو خدائے دو جہاں

تو نے یہ سارا جہاں پیدا کیا
جن و انسان و زمین و آسماں

میں ضعیف و عاجز و بے علم ہوں
تو ہے قہار و قدیر و غیب داں

میں سراپا ہوں گنہگار اے خدا
تو ہے غفّار و رحیم و مہرباں

تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے کوئی بات
تو ہے علاّم و خبیر و رازداں

کون ہے جس کو نہیں تیری تلاش
سب کو تُو مطلوب ہے جانِ جہاں

دردِ دل کس سے کہوں اے کبریا
کس کو میں اپنی سناؤں داستاں

کون ہے تیرے سوا فریاد رس
تیرا در میں چھوڑ کر جاؤں کہاں

دور ہوکر پھر بھی تُو نزدیک ہے
ذات ہے تیری مکینِ لامکاں

مشکلیں آسان کر مولا مری
فضل کر اے چارہ بے چارگاں

جناب قیسؔ مینائی نجیب آبادی

اِنس و جاں آئینہ و کون و مکاں آئینہ ہستیِ ذات کے ہیں دونوں جہاں آئینہ

جوہرِ آئینہِ عقل کو دی لاکھ جِلاء نہ ہوا پر نہ ہوا سرِّ نہاں آئینہ

نشّہِ عشق نے دی رَخشِ جنوں کو مہمیز ہو گئے مجھ پہ مرے وہم و گماں آئینہ

منعکس عالمِ کُن بھی ہے دورنِ سینہ جڑ دیا اے مرے اللہ کہاں آئینہ

واعظِ شُعلہ بیاں کیا سرِ منبر چمکا ہوا آتشکدہَ پارسیاں آئینہ

سنگ آئینہَ دل پر جو کسی نے مارا ہوگئی ذہن پہ تصویرِ بُتاں آئینہ

پھول اِک مارا کسی آئینہ رُو نے جو مجھے ہو گیا دِل پہ مرے باغِ جناں آئینہ

غرقِ غیرت نہ ہو کیوں کشمکش موت وحیات جبکہ ہو بر سرِ آشفتہ سراں آئینہ

آئینہ دیکھ رہا تھا کوئی آئینہ جمال عشق انگیز ہوا دُشمنِ جاں آئینہ

غصّہ میں آئینہ دیکھا کسی شعلہ رو نے بن گیا اک جبل شعلہ نشاں آئینہ

خاک سمجھیں گے قوانینِ الٰہی کے رمُوز ہو سکا جن پہ نہ آئینِ جہاں آئینہ

قیسؔ مینائی کے افکار و تخیل روشن
قیسؔ مینائی کا اندازِ بیاں آئینہ

دورِ دوم

جنابِ سیّد احسن اسماعیل صدیقی صاحب

اے میرے مولا مرے مشکل کُشا! صدقہ عالی جنابِ مصطفیٰؐ

اپنی رحمت کا کوئی جلوہ دِکھا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

حالِ دل اپنا کروں کیسے بیاں میرے مولیٰ تُجھ پہ ہے سب کچھ عیاں

اک تری رحمت کا بس ہے آسرا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

اے خدا میرے وطن کی خیر ہو اس پھلے پھولے چمن کی خیر ہو

تندیٔ بادِ حوادث سے بچا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

کوندتی ہیں بادلوں میں بجلیاں جن کی زد میں ہے یہ مرا آشیاں

اپنی قُدرت کا کوئی جلوہ دِکھا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

قوم کو نورِ بصیرت بخش دے پاک دل اور پاک سیرت بخش دے

اُسوۂ حسنہ کو اپنانا سکھا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

دیکھتا ہوں پھر وطن میں وہ سماں جیسے پھر سر پر ہو کوئی امتحاں

اپنی رحمت کا کوئی جلوہ دِکھا اے زمینوں آسمانوں کے خدا

دینِ احمدؐ کے پرستاروں کی خیر ان جیالوں اور جیداروں کی خیر

نور کی شمعیں رہیں روشن سدا اے زمین و آسمانوں کے خدا

آہِ مظلوماں نگاہِ بے کساں اُٹھ رہی ہیں آج سوئے آسماں

کس قدر دل سوز ہے آہ و بکا اے زمین و آسمانوں کے خدا

زخمِ وپیہم سے جگر ہیں داغ داغ پھر بھی روشن ہیں محبت کے چراغ

کون دے گا ان وفاؤں کا صِلہ اے زمین و آسمانوں کے خدا

یہ وطن یہ مرکزِ عشق و وفا یہ وطن یہ چشمۂ آبِ بقا

اس کو استحکام و قوت کر عطا اے زمین و آسمانوں کے خدا

آنکھ تر ہے لب پہ آہ سرد ہے

دل میں ملک و قوم کا اک درد ہے

احسنؔ محزوں کی اب سن لے دُعا

اے زمین و آسمانوں کے خدا

(الفضل ربوہ 4/ اکتوبر 1984ء)

جناب عبدالسلام اختؔر صاحب

میری نگاہوں سے چُھپنے والے ترا بسیرا ہے کس چمن میں
خموش پھولوں کی بزم میں یا خنک ستاروں کی انجمن میں

تیری مشیت سے خارِصحرا گلوں کے انداز پارہا ہے
یہ تیری حکمت کہ لُٹ کے کوئی سکوں کی بنسی بجارہا ہے

یہ تیری قدرت کے خشک ذروں میں تیری طلعت سے نور آیا
میں کیا کہوں تیرا نام لے لے کے مجھ کو کتنا سرور آیا

ملاحتیں حسن کو عطا کیں تو عشق کے دل کو بندگی دی
تیرے تبسم نے ماہ و انجم کے زرد چہروں کو روشنی دی

تیرے کرشمے ہیں خشک و تر میں تری تجلّی ہے بحر و بر میں
شرر شرر میں حجر حجر میں، ثمر ثمر میں، نظر نظر میں

اگرچہ اپنی حقیقتوں سے نگاہ خود آشنا نہیں ہے
مگر میں یہ جانتا ہوں دنیا میں کوئی تیرے سوا نہیں ہے

(مصباح جون1960ء)

جناب ماسٹر ضیاالدین ارشدؔ صاحب شہید

اے خدا تیرے لئے ہر حمد اور توصیف ہے
وہ زباں لائیں کہاں سے جو کرے تیری ثنا
پالنے والا شجر و انس اور ہر جان کا
تیری قدرت ہے عیاں ہر برگ ہر گُل سے سدا
چاند پانی آگ سورج تو نے بے محنت دیا
رزق بھی بے حد ملا جب کام ہے ان سے لیا
راستہ ایسا بتا تو ہم کو اے پرور دگار
جس پہ چل کر فضل اور انعام ہو حاصل تیرا
مت چلیں ہم ایسی راہ پر جس سے ہو ناراض تو
راستہ وہ گم نہ ہو جس سے ملے تیری رضا
تا قیامت ارشدؔ ناچیز کی ہے یہ دُعا
چشمۂ علم و ہنر سے کر ہمیں بھی کچھ عطا

جناب عبدالسلام اسلاؔم صاحب

ریگ زاروں، چاند تاروں، لالہ زاروں، میں وہی
مرغزاروں، کوہساروں، آبشاروں میں وہی
رنگارنگ کے بھیس میں ہے حُسنِ قدرت کی نمود
موسمِ باراں میں، پت جھڑ میں، بہاروں میں وہی
ٹکٹکی باندھے ہوئے ہے چشمِ نرگس میں وہ کون؟
کرتا ہے چشمک زنی ہر فجر تاروں میں وہی
ہے وہی سیمیں بدن مُضمَر شبِ مہتاب میں
لالہ رخ بن کر شفق کے لالہ زاروں میں وہی
شورش و ہنگامہ خیزی ہر دیار و شہر میں
اور چپ سادھے کھڑا ہے کوہساروں میں وہی
دستِ شفقت پھیرتا ہے کون مادر کی طرح
صورتِ تسکیں یتیموں ، بے سہاروں میں وہی
فاقہ مستی اور محنت بندہ مزدور میں
ہاں بشکلِ امتحاں سرمایاداروں میں وہی
ہے تخیّل میں، تصوّر میں وہ اڑتا گھومتا
درد کی تاثیر شاعر کے اشاروں میں وہی
خندہ زن ہے پھول میں پہنے ہوئے رنگیں قبا
نالہ زن بلبل کی صورت شاخساروں میں وہی
ہے وہی اسلاؔم کے نغموں میں مانندِ سرور
سوز کی صورت ہے سازِ دل کے تاروں میں وہی

جنابمحمداسماعیلؔصاحب

بحمد و ثنائے خدائے تعالیٰ — بجود و عطائے خدائے تعالیٰ

ہمیشہ سے ارض و سماء کررہے ہیں — بیاں کبریائے خدائے تعالیٰ

عبادت کے لائق کہیں بھی جہاں میں — نہیں ماسوائے خدائے تعالیٰ

ستاروں میں شمس و قمر میں نمایاں — ہے نور و ضیائے خدائے تعالیٰ

طلب پر بھی اور بن طلب بھی ہویدا — ہے دستِ سخائے خدائے تعالیٰ

ہے عالم کے ذرّہ ذرّہ میں پنہاں — ہوائے لقائے خدائے تعالیٰ

ضیا پاش غفلت کی تاریکیوں میں — ہے شمع ہُدائے خدائے تعالیٰ

ملائک بھی کرتے ہیں اپنی رضا پر — مقدم رضائے خدائے تعالیٰ

بڑے سے بڑے قہر مانوں کے سر پر — ہے دست قضائے خدائے تعالیٰ

عقوبت کے ہوتے بھی سنتے نہیں ہیں — صدائے عصائے خدائے تعالیٰ

عتاب و عقوبت میں بھی کار فرما — ہے دستِ شفائے خدائے تعالیٰ

کبھی تین و زیتون و سینا بنے تھے — مقامِ ندائے خدائے تعالیٰ

یہی حشر تک نشر کرتا رہے گا — ہر سُو لوائے خدائے تعالیٰ

سدا کارواں اپنی منزل کو پہنچے
ببانگِ درائے خدائے تعالیٰ

جنابِ محمد شفیع اشرفؔ صاحب

رواں ہے تری حمد کا میرے پیارے مرے لب پہ صاف اور شفاف دھارا
تری ذات ہے سب جہانوں کی والی تری ذات ہے بے کسوں کا سہارا

تصدّق تری شانِ رحمانیت کے بخشا ہے خود تو نے اُلفت کا جذبہ
وگرنہ کہاں میں کہاں ذات تری، ترا یہ بھی احساں ہے پرور دگارا

ہجومِ تجلّی سے پُر نور کردے مرے خانہ دل کی تاریکیوں کو
سَرِ طُورِ عشق ومحبت ہمیشہ تُجھے خلوتوں میں ہے میں نے پکارا

بدل دے مری ظلمتِ شامِ غم کو کبھی نورِ صبحِ مسرّت میں مولا
میں قُرباں تری جلوہ سامانیوں کے محبت کا کوئی دِکھادے نظارا

تجھے واسطہ ہے تری احدیت کا مجھے واقفِ رمزِ توحید کر دے
مِٹادے جو ہے نقشِ باطِل دوئی کا من وتو کے پردے ہوں سب پارا پارا

ضلالت کی تاریکیوں سے بچا کر مجھے راہِ حق پہ چلاتا چلا چل
مجھے اپنے عُشّاق کے ساتھ کر دے چمکتا رہے میری قسمت کا تارا

نگاہِ کرم ہو کبھی اس طرف بھی ، ادھر بھی کبھی گوشۂ چشمِ رحمت
بڑی دیر سے تیرے در پہ کھڑا ہے اشرفؔ ترا بے کس و بے سہارا

جناب محمود مجیب اصغر صاحب

اے خدا کیا نہیں دیا تو نے
مانگے بن مانگے بھی دیا تو نے

لاکھ دینوں کا ایک دینا ہے
دل کو درد آشنا دیا تو نے

قلب میرا سدا ہے حمد سرا
مجھ کو نطقِ ثنا دیا تو نے

روشنی کے لئے خداوندا
شمس کا ہے دِیا دیا تو نے

تیرا محبوب ہے محمدؐ پاک
اس کو صدق و صفا دیا تو نے

سارے عالم کی رہ نمائی کو
خاتم الانبیاء دیا تو نے

فیض تیرا ہمیشہ جاری ہے
مہدی آخر زماں دیا تو نے

ہے رہِ مستقیم دکھلائی
ہم کو انعام ہے دیا تو نے

ابتلاء میں رہا قدم ثابت
اس کے ایماں کو دی جِلا تو نے

شکر واجب ہر ایک سانس پہ ہے
ٹھیک بسملؔ یہ ہے کہا تو نے

(جذباتِ دِل)

جناب سعید احمد اعجاز صاحب

حمد تیرے ہی واسطے ہے
اے جہانوں کے پالنے والے

تو ہے رحمٰن تو رحیم بھی ہے
رحم سینوں میں ڈالنے والے

مالکِ یومِ دیں ہے نام تیرا
میری محنت کا اجر؟ کام تیرا!

ہم عبادت تری ہی کرتے ہیں
ہم اعانت تجھی سے مانگتے ہیں

تو رہِ مستقیم ہم کو دکھا!
ہم ہدایت تجھی سے مانگتے ہیں

راہ ان خوش نصیب لوگوں کی
جن کو بخشی ہیں رحمتیں تو نے

جن پہ تو نے کیا ہے اپنا فضل
جن پہ بھیجیں ہیں رحمتیں تو نے

زینہار ان کا راستہ نہ دکھا
جن پہ نازل ہوا ہے تیرا غضب

راہ سے ہٹ کے جو ہوئے گمراہ
جن سے ناراض تو ہوا یارب

التجا یہ قبول فرما لے
ہاں! دعا یہ قبول فرمالے

(الفضل لاہور 20رفروری 1952ء)

جناب مرزا محمد افضل صاحب

مربی سلسلہ (کینیڈا)

آؤ اس دلربا کی بات کریں
بزرگ و برتر خدا کی بات کریں

جس کے احساں ہیں سارے عالم پر
ایسے اکبر خدا کی بات کریں

ہر گھڑی ہم سے پیار کرتا ہے
ایسے دلبر خدا کی بات کریں

جس کا ہر کام کُن سے ہو جائے
ایسے بر تر خدا کی بات کریں

سارے عیبوں سے جو منزّہ ہے
ایسے اطہر خدا کی بات کریں

گفتگوئے عبث کو ترک کریں
ہے یہ بہتر خدا کی بات کریں

جس نے احمد کی معرفت بخشی
ایسے رہبر خدا کی بات کریں

جناب یعقوب امجدؔ صاحب

تو صاحب مہر و عطا ، میں بندۂ سہو و خطا
لاریب تو ہے کبریا ، بے شک تو ہے ربّ الوریٰ

میں کس لئے بے چین ہوں تو جانتا ہے بالیقین
ارض و سما کی وسعتیں تیرے لیے زیر نگیں

جرم و گناہ کے بوجھ سے اُٹھتے نہیں میرے قدم
تو ہادی و رہبر مرا ، مری راہ میں لاکھوں صنم

تیرے نور سے روشن رہیں، میری منزلوں کے فاصلے
تیری رہ پر چلتے رہیں،میری آرزو کے قافلے

اے خالق ہر دو سرا ، تری شان عمّ نوالہ
کشکول تو بھر دے مرا ، اے صاحب جود و سخا!

تو بادشاہِ بحروبر ، میں ہوں تیرے در کا گدا
میری مشکلیں آسان کر ، تیری ذات ہے مشکل کشا

(الفضل25؍جولائی2003ء)

جناب مولانا محمد سعید انصاری صاحب

ترانے حمد کے میں گا رہا ہوں
اور اپنی روح کو گرما رہا ہوں
میں تیری ذات میں کھو کر خدایا
بہت کچھ اپنے اندر پا رہا ہوں
میری تِشنہ لبی کی لاج رکھنا
کہ میخانے میں تیرے آرہا ہوں
مرا ساقی بھی میرے ساتھ ہوگا
خموں پہ خم لنڈھانے جارہا ہوں
سہارا دیجیۓ، دیکھو گرا میں
کہا ''ٹھہرو ذرا، میں آ رہا ہوں''
یہ میری ان کی باتیں ہیں تمہیں کیا؟
مجھے وہ ،میں انہیں لپٹا رہا ہوں
تیری عزّت کی خاطر مر مٹوں گا
تیرے سر کی قسم میں کھا رہا ہوں

جناب آدم چغتائی صاحب

ملتا ہے اُسی در سے محبت کا اشارا
کعبے کی زیارت ہو کہ طیبہ کا نظارا

اس بابِ عطا سے کہ جو وا رہتا ہے ہر آن
خالی نہیں جاتا کوئی تقدیر کا مارا

اوہام کے بت ہوں کہ ہوں پتھر کے خداوند
دیتے نہیں انسان کو اک پل کا سہارا

غافل جو کرے دین سے دولت نہیں اچھی
ہے ایسی تجارت میں خسارا ہی خسارا

کر نیک عمل وقت کی مہلت ہے بہت کم
آتا نہیں انسان زمانے میں دوبارا

اس شخص کی کشتی کو بھلا خوف ہو کس کا
جس شخص کی کشتی کو ملے تیرا سہارا

جب تو نے ہی اُلفت کی نظر پھیر لی ہم سے
پھر تو ہی بتا کیسے ہو آدم کا گزارا

جناب آفتاب احمد بسملؔ صاحب

پڑا تھا ایک دن سجدہ میں میں اپنا جُھکائے سر
یکایک یہ کہا دل نے خدا سے یہ دعائیں کر

کلی جیسی چٹک یارب فسردہ دل میں پیدا کر
تراوت آبِ جنت کی سی میری گِل میں پیدا کر

نسیمِ خُلد کے جھونکوں سے دلِ مسرور تو کردے
شمیمِ خُلد کی موجوں سے سرَ مخمور تو کردے

مجھے توفیق دے یارب کروں خدمت ترے دیں کی
اکھاڑوں جڑ میں تثلیث و گناہ و بغض اور کیں کی

گناہوں سے سراسر پاک کردے زندگی میری
خجل کر اب نہ۔ہے حد سے بڑھی شرمندگی میری

تمنّا ہے کہ جھنڈا گاڑدوں اسلام کا ہر جا
خدایا اس ارادہ کو عمل کا جامہ تو پہنا

الٰہی معنیء لاتُسْرِفُوْ بسملؔ کے دل میں ڈال
کہ وہ دل سے نکالے الفتِ دنیا و جان و مال

جناب خواجہ بشیر احمد صاحب

میرے اللہ، کبھی اکیلا مجھے مت چھوڑ
آفتیں روز زمانے کی ڈراتی ہیں مجھے
تجھ سے نزدیک نہ ہوجاؤں ستاتی ہیں مجھے
اور رہ رہ کہ تری راہ دِکھاتی ہیں مجھے

میرے اللہ، کبھی مجھ کو اکیلا مت چھوڑ
چھوڑ مت مجھ کو اکیلا، میرے اللہ کبھی

تو نے خوشیوں میں میرا ساتھ دیا ہے پیارے
اور مصیبت میں عطا صبر کیا ہے پیارے
چاک داماں کو مرے تو نے سیا ہے پیارے

میرے اللہ، کبھی مجھ کو اکیلا مت چھوڑ
چھوڑ مت مجھ کو اکیلا، میرے اللہ کبھی

ہے مری موت جدا ہونا تیری ہستی سے
یہی پستی ہے مجھے دور رکھ اس پستی سے
تیرے میخانے میں رونق ہو میری ہستی سے

میرے اللہ کبھی مجھ کو، اکیلا مت چھوڑ
چھوڑ مت مجھ کو اکیلا، میرے اللہ کبھی

میرا ہر عزم و ارادہ تیری قدرت کے نثار

میرے سب رنج و محن تیری محبت کے نثار

میرے جذبات محبت تیری رحمت کے نثار

میرے اللہ، کبھی مجھ کو اکیلا مت چھوڑ

چھوڑ مت مجھ کو اکیلا، میرے اللہ کبھی

جب تجھے ڈھونڈھوں تو پاؤں میں رگِ جاں کے قریب

جب ملے توُ تو ملے سوزشِ پنہاں کے قریب

میرے اللہ، کبھی مجھ کو اکیلا مت چھوڑ

چھوڑ مت مجھ کو اکیلا، میرے اللہ کبھی

جناب عبدالرشید تبسمؔ صاحب

الٰہی ہر طرف جلووں سے اک محشر بپا کر دے　　میری آوارہ نظروں کو حقیقت آشنا کر دے

جہاں کو دے وہ ذوقِ خودنمائی جس طرف دیکھوں　　ہر اِک ذرّہ وفورِ شوق سے آغوش وا کر دے

نہیں خواہش کہ بحرِ بےکراں بن کر اُچھل جاؤں　　میں دریا ہوں مجھے تو شوکتِ دریا عطا کر دے

سکونِ دل پیامِ موت ہے اہلِ محبت کو　　مجھے اک اضطرابِ جاوداں یارب عطا کر دے

حقیقت میں مرا دل ایک مُشتِ خاک ہے لیکن　　جو تو چاہے تو اس کو اک نظر میں کیمیا کر دے

بھٹکتے پھر رہے ہیں اہلِ دل کوئے محبت میں　　میرے ہر داغِ دل کو مشعلِ راہ وفا کر دے

ترا بندہ ہوں مجھ کو غیر کا سائل نہ بننے دے　　مجھے اپنے کرم سے بے نیازِ ماسوا کر دے

رہے چارہ گروں کو عمر بھر احساسِ ناکامی　　میرے دردِ محبت کو یکسر لا دوا کر دے

گر اِس پر نامِ غیر آئے تو جل جائے زباں میری　　خیالِ غیر کو دل کے لئے تیرِ قضا کر دے

بنا بیٹھا ہوں اپنا آشیاں اک شاخِ نازک پر　　اسے طوفانِ برق و باد سے ناآشنا کر دے

تری درگاہ میں وہ آیا ہے اک آرزو لے کر
تبسمؔ کو الٰہی کامیابِ مدعا کر دے

جناب روشن دین تنویؔر صاحب

1

گنہ گار ہوں یا اِلہٰ بخش دے — مرے جرم مرے گنہ بخش دے
نہیں ہے پنہ کوئی تیرے سوا — مجھے دے تو اپنی پنہ بخش دے
جو آواز تیری سنیں کان دے — جو دیکھیں تجھے وہ نگاہ بخش دے
پئیں رات دن جام پر جام ہم — محمدؐ کا پھر میکدہ بخش دے
چلیں جس پر یا ربّ تیرے منعمیں — مجھے بھی وہی سیدھی رہ بخش دے
ہے تنویؔر تیرے گدا کا گدا
کہ ہے تو ہی شاہوں کا شہ بخش دے

(الفضل 2/مارچ 1942ء)

....

2

ہم نے زندہ خدا کو جانا ہے — جانا پہچانا ہے تو مانا ہے
جانتے ہیں کہاں کہاں ہے مکیں — ہم کو معلوم ہر ٹھکانا ہے
اس کی بخشش ہے علم و عرفاں بھی — عقل مکڑی کا تانا بانا ہے
کہتا ہے آپ وہ اناالموجود — جس نے سمجھا وہی تو دانا ہے
دل سے سب بت نکال تُو تنویؔر
کعبۃ اللہ اگر بنانا ہے

جناب میر اللہ بخش تسنیم صاحب

ملجا خدا تعالیٰ ماویٰ خدا تعالیٰ
کونین میں ہے سب کا مولیٰ خدا تعالیٰ

ہے دیکھنے کے قابل وہ آدمی جہاں میں
جس آدمی نے تجھ کو دیکھا خدا تعالیٰ

تیری ہدایتوں سے ہم بے نصیب رہتے
تو خود نہ گر دکھاتا رستہ خدا تعالیٰ

بے چون و بے چگوں ہے بے رنگ و بے نشاں تو
ہمسر نہیں ہے کوئی تیرا خدا تعالیٰ

خالی نہ کوئی لوٹا محتاج تیرے در سے
حاجت روا ہے تو ہی سب کا خدا تعالیٰ

جن و بشر ملائک محتاج ہیں اسی کے
دونوں جہاں گداگر داتا خدا تعالیٰ

ہر حال میں ہمیشہ پوجیں گے ہم اسی کو
معبود ہے ہمارا سچّا خدا تعالیٰ

مشکل میں دوست اپنے سب کر گئے کنارا
لیکن نہ تونے ہم کو چھوڑا خدا تعالیٰ

فریاد رس جہاں میں کوئی نہیں ہے تجھ بِن
ہے تو ہی ہر کسی کی سنتا خدا تعالیٰ

یارب تجھی کو ہر دم ہم مانگتے ہیں تجھ سے
بس تو ہی مدعا ہے اپنا خدا تعالیٰ

ہر ایک ناخدا سے مایوس ہو چکے ہیں
اب تو ہی پار کردے بیڑا خدا تعالیٰ

ہر شے ہے فی الحقیقت مردہ بدست زندہ
تجھ بِن نہیں ہے کوئی زندہ خدا تعالیٰ

ہم خاکِ پا بنے ہیں اس مردِ حق نُما کے
جو بن گیا جہاں میں تیرا خدا تعالیٰ

غیروں سے واسطہ کیا تسنیمؔ بے نوا کو
اس کو تو آسرا ہے تیرا خدا تعالیٰ

(مصباح جون 1960ء)

جناب ثاقب زیروی صاحب

راز بقائے زندگی کیا ہے مجھے بتا بھی دے
جینے کا ولولہ بھی دے مرنے کا حوصلہ بھی دے

عرصہ روزگار میں اُلجھا ہوا ہوں ذات سے
اے میرے ہادیِ ازل مجھ کو میرا پتا بھی دے

محفلِ ہست و بود ہے کس کے لئے سجی ہوئی
محفلِ ہست و بود کا سرِ نہاں بتا بھی دے

تیری نوازشات سے قلب ہے مطمئن مگر
مجھ کو تو اپنے عشق کی دولتِ بے بہا بھی دے

طُور بھی ایک امتحان، دار بھی ایک امتحان
ختم بھی کر یہ سلسلہ جلوہ رُخ دِکھا بھی دے

سوئی ہوئی ہے زندگی، کھوئی ہوئی ہے زندگی
خواب زدہ حیات کو خواب سے تو جگا بھی دے

کاسۂ شوق لے کے تو آیا ہے ان کے رو برو
آنکھوں سے التجا بھی کر دِل انھیں صدا بھی دے

ظلمتِ غم میں تا بہ کے کوئی رہے گا مبتلا
تاروں بھری حیات کا رستہ اُسے دِکھا بھی دے

بخشش و عفو کا چمن جس سے بہار خیز ہو
مجھ سے گناہ گار کو ایسی کوئی سزا بھی دے

محفل کائنات سے ٹوٹے بھی حلقۂ جُمود
بربطِ صبح و شام کو نغمۂ دِل کُشا بھی دے

یوں ہی رہے تمام عمر درد وفا کا سلسلہ
ثاقبؔ خستہ حال کو وہ غمِ دیر پا بھی دے

جناب جمیل الرحمان جمیل صاحب

(ہالینڈ)

تو نور ارض و سما ہے ، وحید و کامل ہے
رہ حیات بھی تو اور تو ہی منزل ہے
پناہ مانگ کہ تجھ سے یہ عرض کرتا ہوں
میں حمد کرتا ہوں تیری بتوں پہ مرتا ہوں
یہ حال ہے تو بلا سے نگینے جڑ جاؤں
زمیں پھٹے تو کہیں شرم سے میں گڑ جاؤں
بہت ہی شعبدہ بازی میں کرکے طاق مجھے
ہلاک کردے نہ اک دن مرا نفاق مجھے
عطا ہو حق سے اگر معرفت سنبھل جاؤں
میں بے ثمر سہی شاید یوں پھول پھل جاؤں
تُو خشک پیڑ کو جب چاہے سبز و تازہ کرے
وہ ایک ''کُن'' پہ ہے موقف جو ارادہ کرے
غلامِ احمدؐ مرسل کو با صفا کردے
توُ اپنے نور سے مولیٰ ایاغ دل بھر دے

(زمیں جب آنکھ کھولے گی)

جناب اکبر حمیدی صاحب

پرورِدگارا ، پرورِدگارا　　تیرا سہارا ، تیرا سہارا
ڈوبے ہوئے کو ڈوبے ہوئے کو　　تُو نے اُبھارا ، تُو نے اُبھارا
بگڑے ہوئے کو ، بگڑے ہوئے کو　　تُو نے سنوارا ، تُو نے سنوارا
اُلجھے ہوئے کو ، اُلجھے ہوئے کو　　تُو نے نکھارا ، تُو نے نکھارا
سجدوں کا مرکز ، سجدوں کا مرکز　　تیرا دوارا ، تیرا دوارا
ہر شے میں دیکھا ، ہر شے میں دیکھا　　تیرا نظارہ ، تیرا نظارہ
خوشیوں کا سورج ، خوشیوں کا سورج　　ہو آشکارا ، ہو آشکارا
چمکے ہمیشہ ، چمکے ہمیشہ　　قسمت کا تارا ، قسمت کا تارا
مشکل کُشائی ، مشکل کُشائی　　ہو اِک اشارا ، ہو اِک اشارا
فضلوں کی بارش ، فضلوں کی بارش　　رحمت کا دھارا ، رحمت کا دھارا
تیرے ہوئے ہم ، تیرے ہوئے ہم　　تو ہے ہمارا ، تو ہے ہمارا
تجھ پر فدا ہو ، تجھ پر فدا ہو　　سب کچھ ہمارا سب کچھ ہمارا
تو سب سے بڑھ کر ، تو سب سے بڑھ کر　　تو سب سے پیارا ، تو سب سے پیارا
تجھ بن نہ ہوگا ، تجھ بن نہ ہوگا　　اپنا گُزارا ، اپنا گُزارا

لُطف و کرم ہو ، لُطف و کرم ہو
پرورِدگارا ، پرورِدگارا

(لاہور 20/اکتوبر 1975ء)

جناب کپتان ملک خادم حسین خان صاحب

الٰہی ہر جگہ روشن ہے جلوہ تیری قدرت کا
رواں ہے چار سو دریا ترے فیضانِ رحمت کا

نگاہِ لطف ہے یکساں تری ہر دوست دشمن پر
نہیں ملتا کبھی موقع کسی کو بھی شکایت کا

تو شاہوں کو گدا کردے ہے سب کچھ تیری قدرت میں
گداؤں کو تو دے رُتبہ جہاں کی بادشاہت کا

عیاں ہیں شش جہت میں ایک لفظِ کُن کی تاثیریں
نمایاں ہر طرف ہے اک کرشمہ تیری قدرت کا

فنا اس سعیٔ لاحاصل میں لاکھوں ہو گئے لیکن
کھلا عقدہ کسی پر بھی نہ اب تک تیری حکمت کا

ہے جبکہ ظاہر و باطن کا تو واقف مرے مولا
تو خادؔم کیوں بتائے حال تجھ کو اپنی وحشت کا

جناب خلیق بن فائق صاحب

خداوندا نہیں تیرا کوئی ثانی زمانے میں
یہاں ہر چیز ہے تیرے سوا فانی زمانے میں

تیری تسبیح اورتحمید ہے وردِ زباں سب کی
بڑا ہی لطف ہے وحدانیت کے گیت گانے میں

اشارہ کر کے تو نے ''کُن'' کا سب کچھ بنا ڈالا
کمی کوئی نہ چھوڑی تو نے اپنے کارخانے میں

ملائک جن و انساں حور و غِلماں سب کئے پیدا
نہ تھی کوئی بھی دشواری تجھے دُنیا بنانے میں

زمین و آسماں، سورج، مہ و انجم، سبھی موسم
کئی انواع کے پھل پھول بخشے دل لبھانے میں

تیری طاعت میں سب ہی دست بستہ ہوگئے حاضر
ہوئی نہ ہچکچاہٹ کوئی بھی سر کو جھکانے میں

ترے منکر تری شانِ کریمی پر ہوئے حاسد
نگاہِ قلب کے اندھے بھٹکتے ہیں زمانے میں

زباں اقرار گر کرتی نہیں دل مانتے تو ہیں
مزہ ملتا ہے ان کو کیا صداقت کے چھپانے میں

خلیقؔ عاصی کی جو بھی ہو خطاب معاف کردیجو
کمی کیا ہے مرے مولیٰ کے بخشش کے خزانے میں

جناب عطاء المجیب راشد صاحب

تُو تو ہر بات پہ قادر ہے شفا کے مالک!
دست قدرت کا ہے مرہون یہ سارا عالم
تیرے اک "کُن" پہ ہے موقوف جہاں کی تقدیر
تیرے اک حکم سے مٹ جاتے ہیں سب کرب و الم
تو رگِ جاں سے بھی اَقْرَب، ہے تری ذات سمیع
تو تو سن لیتا ہے مضطر کی دعائیں ہر دم
تیرا فرماں ہے، پکارو! میں سنوں گا تم کو
واسطہ تیری بشارت کا ہے وعدے کی قسم
میرا محسن ، میرا محبوب ہے بیمار بہت
شافی وکافی مرے اللہ تری نظرِ کرم!
بخش دے عمر خضر، اور شفائے کامل
سر بسجدہ تری چوکھٹ پہ ہوں اے فیضِ اتم
کتنے کشکول دھرے ہیں ترے پیا رے کے لئے
ہیں ہر اک دیس میں عشاق کی آنکھیں پرنم
تیرے بِن کون بھرے گا یہ ہمارے کاسے!
تو ہی ہے جس کا درِ فیض کھلا ہے ہر دم

(الفضل17/اکتوبر 2002ء)

جناب رشید قیصرانی صاحب

راولپنڈی

1

مجھے کیا خبر کہ وہ ذکر تھا، وہ نماز تھی کہ سلام تھا
مِرا اشک اشک تھا مُقتدی، تِرا حرف حرف اِمام تھا

ترِے رُخ کا تھا وُہی طنطنہ ، مِری دِید کا وُہی بانکپن
کہ بس ایک عالَمِ کیف تھا ، نہ سجُود تھا نہ قیام تھا

میں وَرائے جسم تِری تلاش میں تھا مگن ، مجھے کیا خبر
کہ ہر ایک ریزۂ تن میں بھی تِری جلوتوں کا نظام تھا

مجھے رَت جگوں کی صلیب پر زیرِ خواب جس نے عطا کیا
وُہی سحر، سحرِ مبین تھا ، وُہی حرف ، حرف ِدوام تھا

مجھے عرش و فرش کی کیا خبر ، مجھے توُ ملا تھا جہاں جہاں
وُہی آسماں تھی مِری زمیں ،وُہی فرش عرش مقام تھا

مِرے دَسترس میں جو آ گیا ، ترے حُسن کا کوئی زاویہ
وُہی سلطنت مِرے حرف کی ،وُہی تاجدارِ کلام تھا

ترِے کُنجِ لب سے رواں دواں، وہ جو ایک سَیلِ حُروف تھا
اُسے لہر لہر سمیٹنا اسی کملی والےؐ کا کام تھا

2

تپتے ہوئے صحرا میں کبھی صحنِ چمن میں
ڈھونڈا ہے تجھے ہم نے کبھی کوہ و دمن میں
تنہائیءِ شب میں کبھی غوغائے سَحر میں
دیکھی ہے تری راہ ہر اِک راہ گزر میں
خوابوں کے دُھندلکوں میں تجھے یاد کیا ہے
جب آنکھ کُھلی ہے تو ترا نام لِیا ہے
ہر صبح ترے فکر کے ہنگام میں پُھوٹی
ہر شام کی آغوش تری یاد سے بھر دی
ہر شاخِ گلستاں کو ترے گیت سنائے
ہر دشت میں ڈھونڈھے ہیں تری زُلف کے سائے
ہر درد کا اپنے پہ ہی الزام لیا ہے
ہر لطف ترے نام سے منسُوب کِیا ہے
رِیت اُن کی عجب،جُرم ہمارے بھی عجب تھے
اور شہرِ سِتم گر کے تقاضے بھی عجب تھے
کہتے تھے کہ سَر اپنا نہ اُٹھاکر نہ چلیں ہم
سینوں پہ ترا نام سَجاکر نہ چلیں ہم
یہ جُرم تھا اپنا کہ سرِ عام کہا ہے
توُ سب سے بڑا ،سب سے بڑا ،سب سے بڑا ہے

جناب سلیم شاہجہاں پوری صاحب

دِل کو رنگِ خدا نمائی دوں | ہر طرف میں ہی میں دکھائی دوں
تو ہی معبود ہے تو ہی مسجود | یہی کہتا ہوا سنائی دوں
تیری توحید کے الاپوں راگ | دِل کو ہر شرک سے رہائی دوں
شائبہ بھی دوئی کا جس میں نہ ہو | تیری وحدت کو وہ اکائی دوں
دل میں اُبھرے جو تیرا نقشِ جمیل | نقد جاں بہرِ رونمائی دوں
مجھ کو حاصل ہے اب مقامِ فنا | خود کو بھی کس طرح دکھائی دوں
فکر آزاد ، دل بھی آوارہ | کس کو الزامِ نا رسائی دوں
کون مشکل کُشا ہے تیرے سوا | بس تیرے نام کی دُہائی دوں

فاش کردوں خودی کا راز سلیمؔ
نفس کو اذنِ خود نمائی دوں

جنابِ نور محمد نسیم سیفی صاحب

ایڈیٹر الفضل

1

اک چاند ستاروں ہی کے تو چہروں پہ نہیں ہے تیری دمک
اک لالہ و گل کے دامن تک محدود نہیں ہے تیری مہک
اک طور پہ جانے والے نے تو پائی نہیں ہے تیری جھلک

ہر چیز پہ تیری ہستی کا ہے پرتَو حسنِ نورِ بیاں
ہر ذرّہ عالَم تیرے ہی جلووں سے ہے معمور یہاں

یہ بھیگی بھیگی برساتیں یہ شوخ بہاروں کی دنیا
یہ شام کی خوں آلودہ شفق یہ صبح کے تاروں کی دنیا
یہ برق تبسم کی لہریں یہ مست نظاروں کی دنیا

تیری ہی درخشانی سے ہے رونق ہر بزم ہستی پر
تیری ہی ضیا ہے نور فشاں ہر ایک بلندی پستی پر

دریا کے مچلتے سینے پر مہتاب کی کرنوں کا منظر
یہ مٹتی ہوئی تاریکئی شب یہ کھلتا ہوا سا نورِ سحر
یہ نکھرا نکھرا رنگ چمن صدراحتِ دِل، تسکینِ نظر

تیری ہی تجلّی خانہ سے چھن چھن کے یہ کرنیں آتی ہیں
ہر ایک دھندلکے کو ارشادِ رنگ و بوُ، فرماتی ہیں

ہر سمت فضائے رنگیں میں تنویر کا دھارا بہتا ہے
ہر شے کی زبانِ حال پہ تیرا ہی افسانہ رہتا ہے
آنکھیں کچھ دِل سے کہتی ہیں دِل آنکھوں سے کچھ کہتا ہے
تیری ہی تمنّا کا گویاچپ چاپ سا اک اظہار ہے یہ
ہے آنکھ سے پوشیدہ جلوے اُلفت کا تیری اقرار ہے یہ
(الفضل30/اپریل1950ء)

....

2

ہر شے کی زباں پر تری تحمید و ثنا ہے ہر بات سے ظاہر ہے کہ تو سب کا خدا ہے
بھٹکی ہوئی روحوں کی نظر محو تجسس ہر قافلہء شوق تیری رہ میں کھڑا ہے
ہر شام سے ملتا ہے پتہ نورِ سحر کا ہر صبحِ درخشاں تیرے چہرے کی ضیا ہے
ہرغم میں جھلکتا ہے تیرا جوشِ محبت ہر ایک مسرت تیری رحمت کی قبا ہے
ہر سینہء ظلمت میں کئی چاند ہیں پنہاں ہر چاند میں اک نور کا طوفان بپا ہے
ہر برگِ گُلِ تر میں تقاضا ہے بقا کا ہر قطرۂ شبنم ہے مائل بہ فنا ہے
تثلیث کو یہ فکر کہ ہے"فہم سے بالا" توحید کو یہ فخر کہ فطرت کی صدا ہے
تو میری رگِ جاں سے بھی نزدیک ہے لیکن گاہے مجھے دوری کا بھی احساس ہوا ہے
ہر بات کو ملتی ہے جِلا تیری نظر سے یہ رُوحِ سخن تیری ہی اک خاص عطا ہے
ہر چیز تری راہ میں قربان ہے مولا
جو کچھ بھی میرے پاس ہے تجھ سے ہی ملا ہے
(الفرقان سالنامہ نومبر 1969ء)

جنابِ ابراہیم شاؔد صاحب

(شیخوپورہ)

1

ہے میرا نورِ نظر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
دوائے دردِ جگر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خدا کے فضل و کرم کے طفیل کا موجب
کلیدِ فتح و ظفر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ہیں جتنے نسخے بھی بہرِ مریض روحانی
ہے سب سے زود اثر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جہاں سے کفر کو یکسر مٹا دیا جس نے
وہی ہے خیرِ بشر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

مٹایا شرک کی ظلمت کو جس نے عالم سے
وہی ہے شمس و قمر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

وہ حسنِ یارِ ازل لوٹ لے گا دل میرا
نہیں تھی مجھ کو خبر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

دکھایا جس نے محمدؐ کو عرش سے جلوہ
وہی ہے نورِ سحر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ہے تیرا دل رہنِ ہوائے نفسانی
زبان پر ہے مگر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

بچایا وار سے ابلیس کے مجھے جس نے
وہی ہے میری سپر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

تھیں انتظار میں جس کے کھلی ہوئی آنکھیں
وہ نور آیا نظر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

نثار جان ہو تجھ پر ہے آرزو میری
"شفیع نوعِ بشر" لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

بڑھے گا دینِ محمدؐ زمیں کے کونوں تک
یہ ہے قضاء و قدر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

ہے ذکرِ مثبت و منفی میں زندگی اپنی
ادھر محمدؐ اُدھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سکھایا شاؔد کو جس نے یہ نغمہ وحدت
وہی ہے میرا خضر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

(الفضل لاہور 15/جون 1949ء)

2

میرے گناہ بخش میرا مہر باں ہے تُو
ہر دو جہاں میں ایک میرا آستاں ہے تُو
پڑتی نہیں ہے کل مجھے تیرے سوا کہیں
مجھ سے نہ منہ چھپا کہ میرا دلستاں ہے تُو
جلوہ ہے تیرے حسن کاجب ہر جگہ عیاں
پھر پردہ ہائے غیب میں کیونکرنہاں ہے تُو
جاؤں میں تیرے در کو بھلا چھوڑ کر کہاں
حاجت روا ہے مالکِ ہر دو جہاں ہے تُو
تیرے وجود کا ہمیں اتنا ملانشاں
لاکھوں نشان ہوتے ہوئے بے نشاں ہے تُو
پایا نہ قدرتوں کا تیری ہم نے انتہا
دریا ہے قدرتوں کا مگر بے کراں ہے تُو
مجھ کو ہے حادثات نے پامال کردیا
جلد آمدد کو یاورِ بے چارگاں ہے تُو
پردہ نہ چاک کیجیو میرے عیّوب کا
میدانِ حشر میں، کہ میرا رازداں ہے تُو
نفسِ دَنی کی قید میں آیا ہوا ہوں میں
مجھ کو چھڑائیو کہ میرا پاسباں ہے تُو
ہے بیقرار شاد تیری دِید کے لئے
اس جانِ ناتوان کی روحِ رواں ہے تُو

(مصباح)

جناب شیخ رحمت اللہ شاکر صاحب

ہے خدائے ذُوالمِنن ہی کارساز و کردگار — دَرّ اُسی کا کھٹکھٹا ہر حال میں اُس کو پکار

وُسعتیں اس کے بیاں الفاظ کر سکتے نہیں — اس کی رحمت کا سمندر تو ہے نا پیدا کنار

اس کے آگے رگڑ رگڑا آنسو بہا فریاد کر — یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

ناوٴ ہے کمزور اور بادِ مخالف تند و تیز — اس کی رحمت سے مگر ساحل سے ہوگی ہم کنار

وہ اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر — آج ہیں دنیا کے ہر گوشے میں اسکے جا نثار

بن گئی نازک سی کونپل ایک بار آور درخت — اسکی پامالی کو گو طوفان اٹھے بار بار

موسم گل کا سماں ہر وقت اس گلشن میں ہے — پھول تازہ اس میں کھلتے ہیں خزاں ہو یا بہار

ابتدا سے آج تک زوروں پہ ہے بادِ سموم — باوجود اسکے وہ ہے سر سبز اور بابرگ و بار

اس کی شاخیں چار سو عالم میں ہیں سایہ فگن — ڈالی ڈالی دے رہی ہے خوش نما شیریں ثمار

جاگزیں اس کی جڑیں ہیں سارے شرق و غرب میں
سوچ، یہ انسان کا ہے یا خدائی کاروبار

(الفضل 9 دسمبر 1997ء)

جناب چوھدری شبیر احمد صاحب

ہر دم از کارخ عالم آوا زیست
کہ یکش بانی و بناسا زیست

(درِثمین فارسی)

ترجمہ: یہ نظام عالم اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا کوئی بانی اور صانع ہے۔

....

1

کون و مکاں سے آتی ہے ہر دم یہی صدا
صانع کوئی ضرور ہے اس کائنات کا
معمار کے وجود پر تعمیر ہے دلیل
بنیاد ہی بتاتی ہے بانی کامرتبہ
لیل و نہار اور مہ و سال کا نظام
کرتا ہے ہم کو قادرِ مطلق سے آشنا
اک ذرّہٗ حقیر سے تا نیّرِ فلک
ہوتی ہے ایک ذات پر ہی شئی کی انتہاء
بادل کی گھن گرج ہو یا نغمہ نسیم کا
تسبیح کا طریق ہے گویا جدا جدا
شادابیٔ چمن سے عیاں ہے کسی کا ہاتھ
اس کا جمال و حسن ہے اِک عکس یار کا

کشتی کو پانیوں میں رواں دیکھ کر زباں
کہتی ہے اس کو کوئی چلاتا ہے ناخدا
کب تک رہے گا ضد و تعصب میں فلسفی
ہر سمت ہیں شواہدِ خلّاقِ دوسرا
شبّیر پُر ہے نورِ بصیرت سے جس کا دل
حاصل ہے اس کو لذّتِ دیدارِ دلربا

....

2

اے مالک ہر دو سرا اے مہر باں مشکل کشا
بے تاب ہو کر ہے اٹھا تیری طرف دستِ دعا
اے شافیٔ مطلق خدا
جانِ جہاں کو دے شفا
سُن کر یہ غم افزا خبر بیمار ہے رشکِ قمر
ہیں مضطرب قلب و جگر تیرا ہی ہے بس آسرا
اے شافیٔ مطلق خدا
جانِ جہاں کو دے شفا
اے خالقِ کون و مکاں بخشش کے بحرِ بے کراں
سن لے دعائے بیکساں ہر دل کی ہے یہ التجا
اے شافیٔ مطلق خدا
جانِ جہاں کو دے شفا

(الفضل13؍نومبر2002ء)

جناب مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ

اگر وہ ہمیں اپنا جلوہ دکھائیں	خوشی سے نہ جامے میں پھولے سمائیں
مسرت سے پہلو میں انکو بٹھائیں	کریں ان سے باتیں گلے سے لگائیں
بنیں ایک دونوں مقامِ لِقا میں	اثرِ دل سے نقش دوئی کا مِٹائیں
محبت کے عالم میں یک رنگ ہو کر	من وتو کے یہ سارے جھگڑے چُکائیں
محبت کی لَو جب لگائی ہے دل میں	تو پھر جلوہء حسن و صورت دکھائیں
بہر حال ہم ان سے راضی رہیں گے	ستائیں وہ جتنا بھی چاہیں ستائیں
خوشی سے اٹھائیں گے ہم ناز ان کے	اور ان کی اداؤں کی لیں گے بلائیں

روش شمسؔ کی کر رہی ہے یہ ایماء
رہِ عشق میں تیز گامی دکھائیں

(الفضل لاہور 12 /جنوری 1952ء)

جناب عبدالحمید خان شوق صاحب

خدائے دو جہاں کا نام صبح و شام لیتا ہوں

ہر لحظہ زباں سے اور قلم سے کام لیتا ہوں

نماز و روزہ و تسبیح سے ہے واسطہ میرا

دعاؤں سے خدائی نصرتیں ہر گام لیتا ہوں

زمانے کے مصائب جس گھڑی مجھ کو ڈراتے ہیں

میں انکے دامنِ حفظ و اماں کو تھام لیتا ہوں

میں جلتی آگ میں بھی انکی خاطر کود پڑتا ہوں

اسی تن سوز آتش میں دلی آرام لیتا ہوں

خدا کی بارگاہ میں مجھ کو سجدہ ریزیاں حاصل

خدا کی مغفرت کا بادہء گلفام لیتا ہوں

وقارِ عشق و الفت کیلئے خاموش رہتا ہوں

جنوں انگیزیاں اپنے جگر پر تھام لیتا ہوں

خوشا یہ دور دورِ ناصرِ دینِ محمدؐ ہے

میں ''ناصر'' سے نشانِ نصرتِ ...... لیتا ہوں

نگاہ لطف ساقی نے وہ دولت شوقؔ بخشی ہے

بہت کچھ التفاتِ چرخِ نیلی فام لیتا ہوں

(الفضل 6/ جولائی 1967ء)

جناب محمد صدیق امرتسری صاحب

سابق مبلغ مغربی افریقہ

الٰہی بشر سے بشر دُو بَدُو ہے نہ جانے وہ کیوں اِس قدر جنگجو ہے

نگہہ تو ہی کر ہم پہ رحم و کرم کی کہ بندوں پہ رحم و کرم تیری خو ہے

نہیں کوئی معبود تجھ بن جہاں میں شہنشاہِ ارض و سماوات تُو ہے

ہر اک شے میں رخشندہ ہے تیرا یَہ تُوٗ تجھی سے یہ بزمِ جہاں مُشکبو ہے

ودیعت ہوا ہے جنہیں عشق تیرا شب و روز ان کو تری جستجو ہے

ہیں پھر ابتلاؤں کے دن اہلِ حق پر سپر بے بسوں، بے نواؤں کی تُو ہے

تیرے ان گنت جلوے دیکھے ہیں ہم نے عیاں تیری جبروت بھی کُو بکُو ہے

دل و جان محوِ شکیب و دعا ہیں لبوں پر تیرا قول لَا تَقۡنَطُوۡا ہے

طلب ہے تیری خاص رحمت کی اب پھر

اسی جستجو میں نگہہ چار سو ہے

(الفضل 14رمئی 1984ء)

جنابِ محمد اسحٰق صوفیؔ صاحب

1

بڑا مہر باں ہے ہمارا خدا	وہی حافظ و ناصر و رہنما
وہی ہر گھڑی اپنا دلدار ہے	وہی ہر مصیبت میں غمخوار ہے
اسی کا کرم ہے جوہم زندہ ہیں	اور اقوامِ عالم میں تابندہ ہیں
ہوئے ہم غلامِ مسیحِ زماں	بسا اپنے قدموں میں سارا جہاں
لئے اپنے سینوں میں قرآں کا نور	گئے ساری دنیا میں ہم دور دور
دیا سب کو پیغام ...... کا	نا مانگا کوئی اجر اس کام کا
کہ خود خدمتِ دیں ہے نعمت بڑی	ہے واجب کریں شکر ہم ہر گھڑی
کرو خدمتِ دین تم شوق سے	بڑھاؤ قدم اس میں تم ذوق سے
تساہل کرو تم نہ غفلت کبھی	کہ ہیں یہ ہلاکت کی راہیں سبھی
دُعا ہے یہ صوفیؔ ناچیز کی	نہ دنیا میں باقی رہے تیرگی
یہ سارا جہاں صاف و شفّاف ہو	ہر اک شخص کا دل سدا صاف ہو

دل و جاں محمد پہ قربان ہو
خدا خود ہمارا نگہبان ہو

....

2

کس قدر ظاہر ہے قدرت تیری اے پروردگار
ذرّہ ذرّہ سے عیاں ہیں رازِ حکمت بے شمار
مہرِ عالم تاب سے دنیا منوّر ہوگئی
اور اسی خورشید سے پیدا ہوئے لیل و نہار
''خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے ہی حسن کی''
ان کی صنعت اور خلقت ہیں تیرا اک شاہکار
تو نے بخشا ہے بشر کو خود ہی اک ذوقِ سلیم
اس جہانِ آب و گِل میں جو ہے اس کا افتخار
لذّتِ اوراک کا ہے ذوق پر ہی انحصار
یہ نہ ہو حاصل جسے وہ ہے سراسر بے وقار
تیرے ہی احساں سے ہے صوفؔی کا سب علم و ہنر
گر نہ ہوتا تیرا احساں کِن میں تھا اس کا شمار

جنابِ صابر ظفر صاحب

میرے خدا کوئی ایسا خیالِ بر تر دے
جو میری روح کو بے انت درد سے بھر دے

میں تیری یاد کو دل کی گرہ میں باندھ رکھوں
یہ خوف ہے کہ تغافل کہیں نہ گم کردے

دکھائی کچھ نہیں دیتا مجھے اندھیرے میں
جو آنکھیں دی ہیں تو پر نور کوئی منظر دے

نہ آگے کوئی ہے بازار اور نہ باٹ کوئی
یہ نرم گرم جو سودا ہے طے یہیں کردے

اٹھائے پھرتے ہیں ڈولی کہار کب سے ظفؔر
خدارا روک انھیں اور مجھے مرا گھر دے

جناب مبارک احمد ظفر صاحب

سب دکھ اور سکھ کی گھڑیوں میں تجھ کو ہی پکارا مولیٰ بس
ہم دکھیاروں پر لطف کرو، کوئی درد کا چارا مولیٰ بس

سب دید کے خالی جام ہوئے کہیں مار نہ دے ہمیں تشنہ لبی
اب ہجر زدوں پہ رحم کرو ، دے وصل کا یارا مولیٰ بس

ہم ترس گئے اک بوند کو ترے کرم کی ہو برسات وہی
پھر موڑ دے اپنے فضلوں کا اسطرف کو دھارا مولیٰ بس

کشکول ہے اپنے ہاتھوں میں اور اشک بھرے ہیں آنکھوں میں
یہ منظر کیسا منظر ہے پُر درد یہ سارا مولیٰ بس

تری رحمت کی خیرات اگر مل جائے جو خاک نشینوں کو
ناچیز فقیروں کا اس پر ہوجائے گُزارا مولیٰ بس

کر دور ہر اک بیماری و دکھ ، دے عمرِ خضر مرے مرشد کو
تقدیر وہ جس سے ٹل جائے ہو ایک اشارہ مولیٰ بس

گو دکھ کی رات گھنیری ہے پر تجھ سے آس یہ میری ہے
اک بار افق پہ پھر چمکے وہی چاند ستارا مولا بس

(خالد فروری2003ء)

جنابِ مولانا ظفر محمد ظفؔر صاحب

1

وہ پاک ہستی وہ ذات والا عدم سے جس نے ہمیں نکالا
حقیر ہم، وہ بزرگ و بالا ذلیل ہم وہ اجل و اعلیٰ
ادب کے لائق ہے ذات اس کی
ہے نام اس کا خدا تعالیٰ

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
گمان عاجز ، قیاس قاصر مقام اس کا خرد سے بالا
قریب بھی ہے بعید بھی ہے
عجیب ہے وہ خدا تعالیٰ

نہاں ہے پردوں میں ذات اس کی عیاں ہیں لیکن صفات اس کی
نہ چھیڑ غافل تو بات اس کی تجھے تو ہم نے ہے مار ڈالا
نگاہ مومن سے پوچھ جاکر
کہاں نہیں ہے خدا تعالیٰ

وہ گلستاں میں مہک رہا ہے کلی کلی میں چہک رہا ہے
وہ مہر و مہ میں چمک رہا ہے اسی کے پر تو سے ہے اُجالا
نظر ہے اپنی حجاب اپنا
عیاں ہے ورنہ خدا تعالیٰ

شریک اسکا نہ کوئی ہمسر نبی ولی سب اسی کے چاکر

جھکائیے سر اُسی کے در پر جو لم یزل ہے ولم یزالا

یہ عالم رنگ و بُو ہے فانی

ہے جاودانی خدا تعالیٰ

وہ جس نے خیرالانامؐ بھیجا سلام بھیجا پیام بھیجا

اسی نے ہم میں امام بھیجا اسی نے پھر وقت پر سنبھالا

رحیم و رحماں ہے ذات اس کی

کریم ہے وہ خدا تعالیٰ

....

2

دوائے دردِ جگر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

شفائے قلب و نظر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

یہ آب و دانہ تو ہے جسمِ عنصری کے لئے

غذائے روحِ بشر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

زبانِ حال سے ہر آن دے رہے ہیں ندا

نجوم و شمس و قمر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

کوئی سُنے نہ سُنے کاش تیرا دل توُ سُنے

صدائے شام و سحر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

زباں سے تو نے کہا بھی تو اس سے کیا حاصل

نہیں ہے دل میں اگر لا اِلہٰ اِلّا اللہ

زہے نصیب کہ ہے آج ہاتھ میں اپنے
لِوائے فتح و ظفر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

نہ زادِ راہ کی ضرورت نہ خطرہِ رہزن
مرا رفیقِ سفر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

سوا خدا کے کسی سے کوئی امّید نہ رکھ
کبھی کسی سے نہ ڈر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کوئی کسی کا زمانے میں کارساز نہیں
پدر ہو یا کہ پسر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کمالِ تُرک سے ملتی ہے یاں مُراد ظفؔر
تو ما و من سے گزر لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جناب راجہ نذیر احمد ظفر صاحب

فریبِ نظر عالمِ رنگ و بو ہے — جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
فروزاں تیرا نور ہے مہرو مہ میں — درخشاں ستاروں میں خود توُ ہی توُ ہے
عنادل میں چرچا ترے حسن کا ہے — گلوں میں تیری نکہت و رنگ و بو ہے
غضب سے تزلزل پہاڑوں میں بر پا — کرم سے گلستاں میں ذوقِ نمو ہے
ترے حسن سے تانا بانا جہاں کا — تیری قدرتوں کا یہ سب تارو پو ہے
کیا اپنی فطرت پہ بندوں کو پیدا — صفت ہے وہ تیری جو بندے کی خوُ ہے
تجلّی تری ہر زمان و مکاں میں — ظؔفر جس طرف رُخ کرے قبلہ رُو ہے
ھیں احباب تیری محبت کے مظہر — تیرے قہر کی اک علامت عُدو ہے
محمّدؐ کے صدقے نظر وہ ملی ہے — کہ جلوہ ترا شش جہت چار سُو ہے
تیرے خوف سے میری توبہ ہے قائم — جہاں بھی ہوں میں تو مرے رو برُو ہے
شہادت یہ دیتی ہے ہر دم خدائی — تو قریہ بہ قریہ ہے اور کو بکوُ ہے
ملی مخلصی دہر کی ہاو ہو سے — بسا روح میں جب سے باہو کا ہُو ہے
قریں تر رگِ جاں سے بھی تو ہے لیکن — عجب ہے کہ پھر بھی تری جستجو ہے
تو نزدیک ہوکر بھی ہے دور اتنا — کہ پیہم تری دید کی آرزو ہے
حقیقت کی مےَ سے ہوں سرشار ہر دم — مجازی مرا گرچہ جام و سبو ہے

حجازی ترانے عجم کی زباں میں
ظؔفر گارہا ہے عجب خوش گلو ہے

جناب حافظ غلام محمد عبید اللہ عابد صاحب

میکدہ حیات ہے — حسنِ کائنات ہے
''ان کی جو بھی بات ہے'' — حسنِ معجزات ہے
زندگی اداس ہے — رنج و غم برات ہے
بزمِ غم سے جو اٹھا — پا گیا نجات ہے
بحر بے کنار ہیں — کشتیٔ حیات ہے
امتیازِ رنگ و بُو — کیا؟ یہ ذات پات ہے
دارِ بے ثبات میں — کون؟ باثبات ہے
جو رہے گی تا ابد! — وہ خدا کی ذات ہے
دلِ میں گر خدا نہیں — زندگی ممات ہے
فرطِ غم کے باوجود — دل اُسی کے ہات ہے
فکر کر جنون کی — عقل کی یہ گھات ہے
کس کی جستجو میں آج — گردشِ حیات ہے
بھول جا غمِ حیات — مدھ بھری سی رات ہے
آرزوئے زندگی — ایک التفات ہے

انقباض و انبساط
تیرے بس کی بات ہے

جناب سید ادریس احمد عاجز کرمانی صاحب

جب بھی نافذ حکم ربِّ کُن فکاں ہو جائے گا
فضل سے اس کے دگر رنگِ جہاں ہو جائے گا

رنج وغم کی رات اندھیری سر بسر کٹ جائے گی
مہر فرحت چرخ پر جلوہ کناں ہو جائے گا

ہے دُعاؤں پر ہی اپنی زندگی کا انحصار
بس اسی سے مہرباں ربِّ یگاں ہو جائے گا

دردِ دل سے جو دعا مانگیں وہ ہوتی ہے قبول
خشک صحرا بھی برنگ گلستاں ہو جائے گا

گریۂ پیہم ہمارا رنگ لائے گا ضرور
برق سے محفوظ اپنا آشیاں ہو جائے گا

قدرتِ حق سے نہیں ہے بات یہ ہرگز بعید
قطرۂ ناچیز بحرِ بے کراں ہو جائے گا

آرہا ہے اب دبے پاؤں انوکھا انقلاب
جانبِ کعبہ رخِ دورِ زماں ہو جائے گا

بالیقیں ہو کر رہے گا پرچمِ باطل نگوں
دور دورہ حق کا زیرِ آسماں ہو جائے گا

گردشِ دورِ زماں وہ وقت اب لانے کو ہے
فاتحِ مکہ جہاں کا حکمراں ہو جائے گا

عاجز عاصی پہ جب ہوگی نگاہِ لطفِ حق
روزِ محشراُس پہ وا بابِ جناں ہو جائے گا

جناب عبدالرحیم راٹھور صاحب

بہت ہی پیارا خدا ہے ہمارا
وہی ہے ہمیشہ ہمارا سہارا

اسی نے ہمیں زندگی بخش دی ہے
ہے کتنا ہی پیارا وہ خالق ہمارا

ہمیں نعمتیں اس نے دی ہیں بہت سی
وہ محسن ہے داتا ہے رازق ہمارا

یہ شمس و قمر بھی اسی نے بنائے
اسی کا نشاں ہے وہ روشن ستارا

وہی چاند میں رات بھر ہے چمکتا
اسی کا ہے سورج میں ہر اک شرارا

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
بنوں کے چرندے جہاں کے درندے

اسی نے یہ سب حکم کُن سے بنائے
زمیں آسماں ہو کہ ہو سنگ و خارا

دُعائیں وہ سنتا ہے بندوں کی ہر دم
مگر مانگ لینے کا ہے کس کو یارا

بھلا کوئی مایوس لوٹا کبھی بھی؟
وہ جس نے اسے پاک دل سے پکارا

نبیء عَربؐ بھی اسی نے ہے بھیجا
وہ شاہِ دو عالم محمدؐ ہمارا

ہے فیضِ محمدؐ ہمیشہ سے جاری
ہمیشہ ہی جاری رہے گا یہ دھارا

وہ ختم الرسلؐ ہیں خدا کی قسم ہے
بہر جا یہی نعرہ ہم نے ہے مارا

سلام ان پہ لاکھوں بہر جا بہر دم
بصد آرزو خاکِ پا نے پکارا

(تشحیذ الاذھان ستمبر 1978ء)

جنابِ عبیداللہ علیم صاحب

گزرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تُو ہے
اندھیرے میں اجالا دھوپ میں سایہ فقط تُو ہے

گدائے دہر کا کیا ہے اگر یہ در نہیں وہ ہے
تیرے در کے فقیروں کی تو کُل دنیا فقط تُو ہے

تو ہی دیتا ہے نشہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر اک ظالم کا نشہ توڑنے والا فقط تُو ہے

وہی دنیا وہی اک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہو کربلا اس دیں کا رکھوالا فقط تُو ہے

ہواؤں کے مُقابل بجھ ہی جاتے ہیں دیئے آخر
مگر جس کے دیئے جلتے رہیں ایسا فقط تُو ہے

عجب ہو جائے یہ دنیا اگر کھُل جائے انساں پر
کہ اس ویراں سرائے کا دِیا تنہا فقط تُو ہے

ہر اک بے چارگی میں بے بسی میں اپنی رحمت کا
جو دل پر ہاتھ رکھتا ہے خدا وندا فقط تُو ہے

میرے حرف و بیاں میں آنسوؤں میں آبگینوں میں
جو سب چہروں سے روشن تر ہے وہ چہرہ فقط تُو ہے

جناب چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی

تیرے صدقے تیرے قربان پیارے مولیٰ
تیرے ان گنت ہیں احسان پیارے مولیٰ

کہہ کے کُن تو نے ہی پیدا کیا اس عالَم کو
زندگی اور تناسُب دیا اس عالم کو

یہ سمندر ، یہ ہوا، ساری زمیں سارے سماء
اپنے محبوب کی خاطر انھیں پیدا ہے کیا

چاند سورج کو، ستاروں کو سجایا تُو نے
اپنی مخلوق کی خدمت میں لگایا تو نے

ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ غذا تھی موجود
سانس لینے کے لئے تازہ ہوا تھی موجود

بادل آتے ہیں ہمیں پانی پلانے کے لئے
فصلیں اُگتی ہے ہمیں کھانا کھلانے کے لئے

احمدؔی کون ہے؟ احسانوں کا کرلے جوشمار
ہے کرم تیرا ہی انسانوں میں ہے اپنا شمار

جسمِ خاکی کے لئے تو نے فنا رکھی ہے
روحِ انساں کے لئے تو نے بقاء رکھی ہے

انبیاء تو نے ہی بھیجے تھے زمانے کے لئے
روحِ انساں کو تباہی سے بچانے کے لئے

مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
نور سے جس کے ملی روح کو پوری راحت

(مصباح ستمبر 1993ء)

جناب شمشاد احمد قمر صاحب

(گلبرگ لاہور)

اے خدا اے مالکِ ارض و سما
اے مرے پیارے مری جاں کی پناہ

تُو مرا محبوب ہے تو ہی بتا
یاد تیری دل سے ہو کیسے جدا

نام سے تیرے جلا پاتا ہوں میں
تو نہ ہو گر ساتھ گھبراتا ہوں میں

دل مرا بیتاب ہے رہنے لگا
جانے کس غم میں ہے یہ بہنے لگا

کون ہوں کیا ہوں بتا سکتا نہیں
بات دل کی لب پہ لاسکتا نہیں

دور ہوں آقا سے مدّت ہو گئی
جانے کیوں قسمت ہے مری کھو گئی

نہ رہا وہ آسماں نہ وہ زمیں
بات اب دل کو کوئی بھاتی نہیں

صبر کی طاقت نہیں مجھ میں رہی
کیسے بیتے گی جدائی کی گھڑی

دل ہے دیوانہ ہوا جاتا مرا
ہوگا کب دیدار بچھڑے یار کا

بھیج دے واپس مرے محبوب کو
کچھ تسلّی ہو دلِ مہجور کو

امتحاں کی ہوچکی اب انتہا
اک نشاں قدرت سے اپنی پھر دکھا

(تشحیذ الاذہان جون 1985ء)

جناب مبشر خورشید صاحب

کچھ ایسے ابرِ کرم کا نزول ہو جائے
دلوں سے صاف گناہوں کی دھول ہو جائے
تیری رضا کا ہمیں گرحصول ہو جائے
ہر ایک لذّتِ دنیا فضول ہو جائے
ہمارے دل کی کلی کھل کے پھول ہو جائے
میری دُعا یہ خدایا قبول ہو جائے
ہر ایک بات میں دنیا پہ دیں مقدّم ہو
یہ زندگی کا ہماری اصول ہو جائے
یہ اشک آنکھ سے ٹپکیں اگر تیری خاطر
تو اِن کا بڑھ کے ستاروں سے مول ہو جائے
ہر آن جس کو ہو تائید ایزدی کا یقیں
وہ قلب کیسے ہے ممکن ملول ہو جائے
جلاسکے گی جہنّم کی آگ کیا خورشیدؔ
بروزِ حشر جو قربِ رسول ہو جائے

(الفضل 3 ستمبر 1966ء)

جناب ضیاءاللہ مبشؔر صاحب

ہوا دستِ محبت کا اشارا ہم کو ”مولیٰ بس“
فرشتوں نے فلک سے ہے پکارا ہم کو ”مولیٰ بس“
عدو نے پھینک ڈالا تھا ہمیں بحرِ مصائب میں
ملا الفت کی لہروں میں کنارا ہم کو مولیٰ بس
سفینہ جب کبھی اپنا گھرا طوفان ظلمت میں
اسی کو ناخدا ہم نے پکارا ہم کو مولیٰ بس
سنو اے غیر کی شہ پر عداوت میں فنا لوگو!
مبارک تم کو غیروں کا سہارا ہم کو مولیٰ بس
ہمیں بے شک بناؤ تم ہدف جورو ستم کا ہی
نہ چھینو بس خدا ہم سے خدارا ہم کو مولیٰ بس
اسی کی راہ میں ہر شے لٹانا، دین ہے اپنا
کہ مال و جان و عزّت سے ہے پیارا ہم کو مولا بس
ہمیں تاریک رستوں نے ضیاؔء منزل عطا کی ہے
رہِ ظلمت میں روشن تر ستارا ہم کو مولیٰ بس
ہمارا نورِ یزدانی بجھا پاؤ، بجھا دیکھو
تمہی پر مکر الٹے گا تمہارا ہم کو مولیٰ بس

(الفضل 21راگست 2004ء)

جناب مبشر احمد راجیکی صاحب

کون مشکل کشا ہے تیرے سوا کون حاجت روا ہے تیرے سوا

کون مضطر نواز ہے تجھ بن کون راحت فزا ہے تیرے سوا

کون منزل رساں ہے تیرے بغیر کون جادہ نما ہے تیرے سوا

کس کی عادت ہے لطف فرمائی کس کا شیوا عطا ہے تیرے سوا

کس کے در پر کروں جبیں سائی کس کو سجدہ روا ہے تیرے سوا

کون تیرا ہے بندہ ناچیز کون میرا خدا ہے تیرے سوا

جس کے لب پر "نہیں" نہیں آتی کون جانِ حیا ہے تیرے سوا

کس نے دامن بھرا ہے تیرے بغیر کس نے جامہ دیا ہے تیرے سوا

روپ میں جو دَیا میں یکتا ہو کون ایسا پیا ہے تیرے سوا

جب بھی اٹھا قدم مبشّر کا

کون بڑھ کر ملا ہے تیرے سوا

(انصاراللہ ستمبر 1985ء)

جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب محشرؔ

(حیدرآباد)

اے تیرے قلبِ صاف میں کون و مکاں کی وسعتیں
اے تیرے فیضِ عام سے شاہ و گدا ہیں شاد کام
اے تیرا حسنِ بے مثال، نورِ خدائے لایزال
اے تیرا جلوۂ جمال شعلہء طُور کا پیام
چارۂ دردِ زندگی تیرا پیام سرمدی
تیری نوائے لطف سے زخمِ نہاں کا التیام
جو تیرے فیض سے ہوئے راہ و فا میں گام زن
کار گرِ حیات میں ہوگئے فائز المرام
جن کے دلوں کو بخش دی علم و یقیں کی روشنی
ان کی نظر پہ کھل گیا رازِ حقیقتِ دوام
محشرؔ خستہ جاں بھی ہے تیرے کرم کا منتظر
فیضِ عمیم سے ترے قلب ونظر ہو شاد کام

جناب اکرم محمود صاحب

اک لحظہ میں حالات کی تصویر بدل جائے
تو چاہے تو مولا تیری تقدیر بدل جائے

تو چاہے تو پانی میں بنا دیتا ہے رستہ
ہو اذن تو پھر آگ کی تاثیر بدل جائے

اس رات تو ہر خواب پہ دھڑکا سا لگا ہے
اس رات تو ہر خواب کی تعبیر بدل جائے

دے حکم فرشتوں کو میرے شافی و کافی
بر عکس اگر ہے تو وہ تحریر بدل جائے

ہر خوف پہ تو امن عطا کرتا رہا ہے
ممکن نہیں اس دور میں تفسیر بدل جائے

(الفضل 11 ؍نومبر 2000ء)

جناب ڈاکٹر محمودالحسن صاحب

(ایمن آبادی)

دل میں جب انکی محبت کا شرر ہوتا ہے
ذرہَ خاک بھی صد رشکِ قمر ہوتا ہے

کیا کہوں کتنی بلندی پہ گزر جاتا ہے
جب تیرے در پہ جھکایا ہوا سر ہوتا ہے

چشمِ عاشق میں جو ہوتا ہے لگن کا آنسو
نہ ستارہ کوئی ایسا نہ گہر ہوتا ہے

پھول ہو جاتے ہیں سب شرم سے پانی پانی
صبح جب ان کا گلستاں سے گزر ہوتا ہے

لوگ کرتے ہیں اُسے آہ! جفا سے تعبیر
جب کرم ان کا بہ اندازِ دِگر ہوتا ہے

زندگی کاش وہ بن جائے صدف کہ جس میں
عشق کا خاص درخشندہ گہر ہوتا ہے

جنابِ سیّد محمود احمد صاحب

مجھے آزما کے پیارے میرا حوصلہ نہ دیکھو
مجھے دل میں تم بسالو دیکھو بھلا نہ دیکھو
میں فقیر ہوں ازل سے تیری ذات با صفا کا
مجھے جام بھر کے دے دو میرا حوصلہ نہ دیکھو
جو تیری بقا کی خاطر مجھے جستجو لگی ہے
اسے تم قبول کرلو ۔ میرا دل جلا نہ دیکھو
میں بھٹک رہا ہوں کب سے اسی وادی بُتاں میں
مجھے آ کے خود اٹھالو کم حوصلہ نہ دیکھو
یہ حصارِ نا شناساں مجھے ہر طرف سے گھیرے
مجھے تم پنہ میں لے لو میرا مسئلہ نہ دیکھو
تیرے پیار کی ہی خاطر میرے پیارے مر رہے ہیں
تمہی آ کے اب صلہ دو دلِ مبتلا نہ دیکھو
اس دورِ بے اماں میں ہر ظلم ہو رہا ہے
اس ظلم کی سزا دو اب مرحلہ نہ دیکھو
تیرے پیار کے سفر میں اِک میں ہی پا پیادہ
میری دوریاں مٹا دو یہ فاصلہ نہ دیکھو

(الفضل 26 مئی 1999ء)

جناب مصلح الدین راجیکی صاحب

1

وہ جانِ عالم نہاں بھی ہوکر نگاہِ دل سے نہاں نہیں ہے
قدم قدم پر عیاں ہے لیکن قدم قدم پر عیاں نہیں ہے

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
کوئی بھی ہستی نہیں ہے ایسی وہ جس کی روح رواں نہیں ہے

یہ اپنی اپنی نظر ہے ورنہ اسی زماں میں اسی مکاں میں
کئی ہیں ایسے بھی طُور جن کا کسی کو وہم و گماں نہیں ہے

نہ سرفرازی سے کوئی مطلب نہ سرفروشی سے کوئی خطرہ
رہِ محبت کے رہرووں کو خیال سودوزیاں نہیں ہے

کبھی ستانا کبھی رلانا کبھی کسی کا لہو بہانا!
ذرا تو سوچو اے چیرہ دستو! کہ کیا غریبوں میں جاں نہیں ہے

یہ کس نے تم کو بتا دیا ہے کہ اِس ستم کی سزا نہ ہوگی
زمیں یہ اب وہ زمیں نہیں ہے کہ آسماں آسماں نہیں ہے

(الفرقان مئی1964ء)

2

ملتی ہے اس کو زیست تیری بارگاہ میں
دونوں جہاں کو چھوڑ دے جو لا اِلہٰ میں
یہ بھی ہے میری چشمِ بصیرت کا اک گناہ
دیکھا جو میں نے آپ کو خورشید و ماہ میں
طور و حرا میں جس کے تقاضوں سے باریاب
وہ دل نہیں تو کچھ بھی نہیں جلوہ گاہ میں
روزِ بلیٰ میں جب میں اسیرِ الست ہوں
پھر کیا مضائقہ ہے تمہیں رسم و راہ میں

(مصباح دسمبر1950ء)

جناب چوہدری محمد علی صاحب

1

اس کی سمت ہے نہ حد — قُلْ هُوَ اللّٰہ اَحَدْ
یکّہ و تنہا ہے وہ — لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ
اور سب محتاج ہیں — اس کی ذات ہے صمد
لا کا ہے اِثبات وہ — اس کی نفی ہے نہ رَدّ
اس کے در کے ہیں فقیر — چھوٹے بڑے نیک و بد
کون ہے اس کے سوا — معتبر اور مستند
حرفِ صوت و لفظ اس کے — زیر و زبر ، مدّ و شد
سارے انقلاب اس کے — سب جذر اور سارے مدّ
ہر حساب اس کاحساب — ہر عدد اس کا عدد
وقت ہے اس کا غلام — اس کے ازل اور ابد
عشق اس کا معجزہ — عقل اس کے خال و خد
وہ ہے علیم و خبیر — میں ہوں ناداں نابلد

اے مری جاں کی پنہ
الغیاث و المدد

2

روح کے جھروکوں سے اذنِ خود نمائی دے
مجھ کو بھی تماشا کر، آپ بھی دکھائی دے
اشک ہوں‌تو گرتے ہی ٹوٹ کر بکھر جاؤں
شور میرے گرنے کا دور تک سنائی دے
تو نے درد دل دے کر میری سرفرازی کی
اب اے درد کے داتا درد سے رہائی دے
لخت لخت ہو کر میں منتشر نہ ہو جاؤں
ایک ذات کے مالک ذات کی اکائی دے
پور پور تنہائی، انگ انگ سناٹا
جس طرف نظر اٹھے، آئینہ دکھائی دے
بولنے کی ہمت دے بے صدا مکانوں کو
اب تو بے زبانوں کو اذن لب کشائی دے
یا نہ کھٹکھٹا نے دے اور کوئی دروازہ
یا نہ ہم فقیروں کو کاسئہ گدائی دے
اپنی بے نگاہی پر عرق عرق ہوں مضطؔر
روح بھی ہے شرمندہ جسم بھی دہائی دے

(الفضل23؍جنوری2003ء)

جناب محمد احمد مظہر صاحب

ہر ذرّہ میں نمایاں نور کمال تیرا
ہر قطرے میں ہے پنہاں بحرِ زلال تیرا

ہو چاند یا کہ سورج سیّارہ ہو کہ ثاقب
ہے طَوف و ذکر جاری ہر ماہ و سال تیرا

یہ انتظامِ عالم یہ ربط و ضبط باہم
رستہ بتارہا ہے اے ذوالجلال تیرا

مستِ الست تیرے یوں تجھ سے قول ہارے
مشعِر جواب پر تھا گویا سوال تیرا

گردِ گماں میں گُم ہے سب عقل کی تگ ودو
ہوتا ہے یعنی پیدا اک احتمال تیرا

ادراک برق پا کی تجھ تک نہیں رسائی
تڑپا رہا ہے دل کو شوقِ وصال تیرا

وحیِ پیمبری نے ظاہر کیا وگرنہ
پاتے پتا کہاں سے اے بے مثال تیرا

ہوتی نہیں معطل تیری صفت کوئی جب
کیونکر ہو مہرِ بر لب حسنِ مقال تیرا

مہرِ محمدؐی میں اور ماہ احمدی میں

واں ہے جلال تیرا یاں ہے جمال تیرا

رَو دہریت کی ہر سُو دنیا میں چل رہی تھی

لیتا تھا نام کوئی بس خال خال تیرا

اسلام کی دوبارہ کی تو نے آبیاری

پامال ہو رہا تھا یہ نونہال تیرا

چمکا وہ برق ہوکر کڑکا وہ رعد بن کر

برسا گرج گرج کر ابرِنوال تیرا

زندہ نشان آیا زندہ خدا دکھایا

ہر دل میں پھر بٹھایا نقشِ خیال تیرا

وہ نفخ صور جس سے جاگ اُٹھے سب مذاہب

ہر اک ہو رہاہے جویائے حال تیرا

پرتو فگن نہ ہووے جب تک وہ بدرِ کامل

ہو نا تمام مظہر کسب کمال تیرا

(الفضل6/اگست1925ء)

جناب منصور احمد شاہد صاحب اٹاوی ثم لکھنوی

پھولوں میں تیری خوشبو تاروں میں نور تیرا
ہر چیز سے عیاں ہے یا ربّ ظہور تیرا
سجدہ گہہ ملائک تو نے مجھے بنایا
تجھ کو ہے ناز مجھ پر مجھ کو غرور تیرا
اے واحد و یگانہ اے قادر و توانا
ثانی کوئی نہیں ہے نزدیک و دور تیرا
تیری تجلّیوں کے جلوے کہاں نہیں ہیں
مہر و مہ و شفق میں رقصاں ہے نور تیرا
جوہر کا یہ جگر ہے یا ہے نظامِ شمسی
ہر ذرّہ دے رہا ہے یارب شعور تیرا
مرجع حقیقتوں کا منبع صداقتوں کا
قرآں ہے یا الٰہی منہاج نور تیرا
حاضر ہے تیرے در پر منتظر کرم کا
شاؔہد کو بھی عطا ہو یا ربّ حضور تیرا

(المصلح جولائی 1996ء)

جناب میاں منور احمد درویش صاحب

جو کچھ بھی مانگنا ہے وہ خدا سے مانگ
عجز و نیاز اور نفس کشی کی ادا سے مانگ

تو سر تاپا سوال ہے بحرِ عطا سے مانگ
سوز و جگر سے درد سے آہ رسا سے مانگ

نادان کیا ملے گا تجھے دنیا سے مانگ کر
گر مانگنا ہے تجھ کو تو حاجت روا سے مانگ

تُو تو طلب طلب ہے اور وہ ہے عطا عطا
نعم العطا سے منبعِ جودو سخا سے مانگ

درویشؔ اس کے فضل کی کچھ انتہا نہیں
بس انتہائے فضل و کرم ہی خدا سے مانگ

جنابِ احمد منیبؔ صاحب

دل کے درد نے کر دی مولیٰ
پیلی چاند کی وردی مولیٰ

اشک نے سجدوں کی برکھا میں
دھرتی جل تھل کر دی مولیٰ

ہم نے جب جھولی پھیلائی
تو نے جھولی بھر دی مولیٰ

کامل، عاجل صحت دے دے
خیر ہووے دلبر دی مولیٰ

آنکھ مری دیدار کے قابل
کر دے میرے دردی مولیٰ

(الفضل نومبر 2002ء)

جنابؔ نادرقریشی صاحب

درِ محبوبِ خدا پر ہو رسائی میری
ہو کسی طور غمِ دل سے رہائی میری

جب بھی مشکل کی گھڑی میں ہے پکارا تجھ کو
تیری رحمت سے ہوئی عُقدہ کشائی میری

لوگ کانٹے ہی بچھاتے رہے رستے میں مرے
تو نے ہر موڑ پہ کی راہنمائی میری

تیرے اندازِ کرم کی کوئی حد ہے نہ حساب
بخش دیجے نظر آئے جو برائی میری

آستینوں کے مرے داغ مٹا دے یارب
تو نے ہر بگڑی ہوئی بات بنائی میری

فخر ہے مجھ کو ملی فخر دو عالم کی جھلک
عمر بھر کی ہے یہی ایک کمائی میری

تیرے محبوب پہ یارب مرا ہر ذرّہ نثار
دین و دنیا کی اسی میں ہے بھلائی میری

کیا ہے مل جائے مجھے منزلِ مقصودِ حیات
ہو قبولِ درِ حق ناصیہ سائی میری

میرا اندازِ جنوں اور فزوں ہو یارب
کام آجائے مرے آبلہ پائی میری

(الفضل 19 ؍جنوری1989ء)

جنابِ سیّد محمد الیاس ناصر دہلوی صاحب

تری حمد و ثنا میں پھر رواں ہے اب قلم میرا — کہاں تو اور کہاں یہ خامئہ عاجز رقم میرا

ازل سے ہے ابد تک رحمتوں کا سلسلہ جاری — کہاں تک اب یہ لکھے گا دِل عاجز رقم میرا

ترا قرآن کعبہ ہے محبت اور رحمت کا — اِسی کے گرد گھوموں گا ہے جبتک دم میں دم میرا

جہاں ہر جھکنے والے سر کو ملتی ہے سرافرازی — اُسی درگاہ میں ہوگا سرِ تسلیم خم میرا

سر مو ہٹ نہیں سکتا قدم راہ اطاعت سے — تیرے دینِ مبیں کی آن پر نکلے گا دم میرا

مجھے جو کچھ ملا ہے تری رحمت کا کرشمہ ہے — ترقی پر ترے ہی لطف سے ہے ہر قدم میرا

یقیناً یہ ترے الطاف پیہم کا کرشمہ ہے — بہ ایں الائشِ دامن بھی قائم ہے بھرم میرا

الٰہی فضل سے اپنے دکھا یثرب کی وہ گلیاں — کہ جن گلیوں میں پھرتا تھا کبھی شاہِ امم میرا

ملے گی آنکھ کیونکر حشر میں اُس شاہِ خوباں سے — یہی ہے فکر میری کرب میرا اور غم میرا

خطاؤں کے سوا دامن میں میرے کچھ نہیں ناصؔر
رہے گا حشر میں قائم بھلا کیونکر بھرم میرا

(کلامِ ناصر)

جناب افتخار احمد نسیمؔ صاحب

آنسوؤں کی پھر کوئی برسات لے کر آ گیا
ہاں ترے کوچے میں آدھی رات لے کر آ گیا

آہ وزاری کس قدر ہے آستانے پر ترے
دیکھ کیسی بے بسی ہے اک دوانے پر ترے

مانگنے کا وصف تو مجھ میں نہیں میرے خدا
دے رہی ہے تیری رحمت پھر بھی مجھ کو حوصلہ

بن تیرے کوئی نہیں ہے دیکھ میرے چارہ ساز
جانتا ہے تو خدایا میرے دل کا رازراز

بخش دے میری خطائیں سن لے مری التجا
منتظر رحمت کا ہوں تیری مرے حاجت روا

میں ہوں تیرا، تو ہے میرا، جانتا ہے ہر کوئی
تیرے در سے ہی مرادیں مانگتا ہے ہر کوئی

کون میرا ہے جہاں میں جُز ترے میرے خدا
کس سے مانگوں میں شفا کی بھیک پھر تیرے سوا

مانگنے آیا شفا میں اپنے پیارے کیلئے
تو شفا دے دے اے شافی اپنے پیارے کیلئے

شافیٔ مطلق شفا دے سارے پیاروں کو مرے
اور سکونِ دل عطا کر غم کے ماروں کو مرے
اب نسیمؔ بے نوا کی بس یہی ہے اک دعا
تو شفاؤں کا ہے مالک کر عطا ان کو شفا

(الفضل 16/نومبر 2002ء)

جنابِ نصیر احمد خان صاحب

تازگی جسم کو دے جاں کو توانائی دے
مضطرب دل کو میرے صبر و شکیبائی دے

اے زمیں سے گلِ صد رنگ اُگانے والے
تودۂ خاک ہوں تو صورت و زیبائی دے

فکرِ بالیدہ عطا کر مری ہر سوچ بدل
گنگ ہے میری زباں طاقتِ گویائی دے

گُلشنِ دہر میں پامال ہوں سبزہ کی طرح
کر سر افراز مجھے سرو کی رعنائی دے

صورتِ زخم تیرے در پہ پڑا ہوں کب سے
مرہمِ لطف کو تو اذنِ پذیرائی دے

(رودِ چناب)

جناب شیخ نصیرالدین صاحب

1

ہاتھ اُٹھتے ہیں جب دعا کے لئے
دل سنورتا ہے جب خدا کے لئے
سوچتا ہوں کہ اس سے کیا مانگوں
عمر مانگوں یا ارتقا مانگوں
آبرو علم اور جلا مانگوں
رزق آسودگی غِنا مانگوں
اپنے امراض سے شفا مانگوں
اپنے دکھ درد کی دوا مانگوں
وصل مانگوں یا حوصلہ مانگوں
دل کی تسکین کی فضا مانگوں
کس کو چھوڑوں میں اور کسے مانگوں؟
کتنی مدّت کے واسطے مانگوں؟
ان میں ہر چیز مٹنے والی ہے
ہر قدم پر بھٹکنے والی ہے

کوئی بھی مرحلہ جو طے ہوگا

فائدہ اس کا تا بکے ہوگا

جب نہ دل ہوگا اور نہ جاں ہوگی

روح کیا جانے پھر کہاں ہوگی

جسم ان سب سے جب جدا ہوگا

میرا کیا ان سے واسطہ ہوگا

ہاں نظر اک شہ پہ پڑتی ہے

گوشۂ دل میں جو دمکتی ہے

روح سے برقِ طور کا رشتہ

اپنے خالق سے نور کا رشتہ

چند روزہ قیام کے دوران

کاش مل جائے دولتِ ایمان

کاش اس پہ ہی اکتفا کرلوں

اس سے امّید کو ہرا کرلوں

اس سے احمد یہی سوال کرو

اپنے حاصل کو لازوال کرو

ترے در سے سوا محبت کے

کچھ نہ مانگوں گا اے خدا تجھ سے

....

2

تجھ کو ہر دم پکاروں گا میرے خدا
میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا
میں پکاروں بتا کس کو تیرے سوا
مجھ کو تو نے ہی آخر ہے پیدا کیا
تیرے در کے سوا زندگی میں ہے کیا
'' میں تو ہر موڑ پہ تجھ کو دونگا صدا ''
میری آنکھوں میں آ اپنا جلوہ دکھا

تو کرے خاک میں مجھ کو بے دست و پا
تب بھی خوش ہوں کہ ہے اس میں تیری رضا
لوگ کہتے رہیں مجھ کو پاگل! بتا!
تجھ کو ایسی پکاروں سے ملتا ہے کیا؟
کچھ ملے نہ ملے ہے مجھے اس سے کیا
''میں تو ہر موڑ پہ تجھ کو دونگا صدا''
میرے پیارے خدا اپنا رستہ دکھا!

جناب محمد ہادی صاحب

کہیں بھی فضا اَیسی پائی نہیں ہے جہاں تیری قدرت نمائی ہے
زمیں سے فلک تک، فلک سے بھی آگے سوائے خدا کی ، خدائی نہیں ہے
تیرے جیسا جلوہ اُجاگر نہیں ہے تیرے جیسی صورت سمائی نہیں ہے
تُو اطرافِ عالم میں پھیلا ہوا ہے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہے
تُو خالقِ اشیائے ادنیٰ واعلیٰ کوئی چیز کم تر بنائی نہیں ہے
تُو ازلی و ابدی یکتا خُدا ہے ہمیں اِس سے نا آشنائی نہیں ہے
تُو معبود ہے تیری درگاہ سے ہٹ کر جبیں ہم نے اپنی جھکائی نہیں ہے
تُو زندہ تھا زندہ ہے زندہ رہے گا تیری زندگی انتہائی نہیں ہے
منزّہ ہے ہر عیب سے تُو۔ نظر نے کبھی ایسی ہستی دکھائی نہیں ہے
تیرے با لمقابل جو آیا تو اُس نے کوئی تیری خوبی مٹائی نہیں ہے
اُسے کیا خبر ہو کہ تُو بولتا ہے کہ جس نے یہ بات آزمائی نہیں ہے
تُو جامع ہے دُنیا کی سب طاقتوں کا کوئی اور طاقت یوں چھائی نہیں ہے

ہادی نگاہ کرم اس طرف بھی
ورنہ مشکل کُشائی نہیں ہے

(مصباح)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب

تیری درگاہ میں یارب ہے ہر دم التجا میری
کہ اپنے فضل و احساں سے مجھے بخشیں خطا میری

میری روح ہوگئی روگی خطا اور سہووعصیاں سے
تیرے ہاتھوں میں ہے یارب دوا میری شفا میری

تیرے فضل و کرم سے بن گیا مٹّی سے سونا میں
تیری کُن سے ہوئی آغازِ تعمیرِ بِنا میری

تیرے فضل و عطا نے میری ہر دم دستگیری کی
تیرے احساں سے خوش گزری ہے ہر صبح و مسا میری

میرے حسّاد ساعی ہیں کہ میرا تن کریں عُریاں
کسی حیلے بہانے سے یہ چھن جائے ردا میری

میرا حافظ میرا حامی میرا ناصر تو ہی تو ہے
یہ حاسد کیا بگاڑیں گے سبھی مل کہ بھلا میری

میں بندہ ہوں تو آقا ہے میں تابع ہوں تو مولا ہے
تری مرضی کے تابع ہے خدا وندا رضا میری

نہ عالم ہوں نہ شاعر ہوں نہ دعویٰ ہے کسی فن کا
مگر دل میں تڑپ ہے یہ وہ سمجھیں مدعا میری

تیرے دربار میں یوسفؔ کی یارب آرزو یہ ہے
کہ اپنے فضل واحساں سے ہمیشہ سن دُعا میری

(مصباح اگست 1961ء)

شاعرات

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ

1

ہوئی سجدہ ریز مَیں جوتو زمیں نے دی دُہائی
کہ مَرا خراب کر دی توبہ سجدۂ ریائی

مجھے گود میں اُٹھایا، مجھے سینے سے لگایا
مرے کام آ گئی ہے یہ مری شکستہ پائی

تجھے کیا خبر ہے زاہد! اسے کیا پسند آئے؟
مِری حالتِ ندامت! ترا فخرِ پارسائی

یہ تری صلوٰۃ وسُبحہ نہ جچی کسی نظر میں
تجھے کررہا ہے رسوا ترا شوقِ خود نُمائی

تری محفلوں کا واعظ !وہی رنگ ہے پرانا
وہی تیری کم نگاہی ،وہی تیری کج ادائی

نہ یہاں ہی پوچھ تیری، نہ وہاں مقام تیرا
نہ خدائی معترف ہے ،نہ خُدا سے آشنائی

....

یہ حیات وموت کیا ہے، یہی گردشِ زمانہ
یہی عارضی سی قُربت ،یہی عارضی جُدائی

اسے کاش نہ خبر ہو کہ مآلِ زیست کیا ہے
بڑے شوق وآرزو سے جوکلی ہے مسکرائی

تیری رحمتوں کا مالک ! مجھے چاہئے سہارا
ہے یہ وقتِ کسمپُرسی ہے یہ دَورِ نارسائی

یہ مکین پستیوں کے بڑا ناز کر رہے ہیں
مرے مہرباں !دکھادے ذرا شانِ کبریائی

تری غیرتوں کا طالب،تری نعمتوں کا عادی
ترے سامنے پڑا ہے مرا کاسۂ گدائی

جو دیا ترا کرم ہے نہیں مجھ میں بات کوئی
نہ طریقِ خوش کلامی، نہ ادائے دلرُبائی

ہیں ترے حضور حاضر یہ ندامتوں کے تحفے
میری زندگی کا حاصل، مری عُمر کی کمائی

(مصباح نومبر 1984ء)

2

کرتے ہیں اسی کی حمد و ثنا　　یہ شمس و قمر یہ ارض و سما
گلشن، وادی، صحرا، دریا　　ہر ایک اسی کا مد ح سرا
جو کچھ بھی مِلا اس سے ہی مِلا　　حق اس کا بھلا ہو کیسے ادا
ہر چیز سے بڑھ کراس کی رضا　　ہے صبر و رضا کا مطلب کیا

بس لا اِلہَ اِلَّا اللہ

وہ حُسنِ مجسّم نُورِ ازل　　وہ زندہ حقیقت ٹھوس اٹل
ہر شے کی حقیقت پَل دو پَل　　آیا جو یہاں وہ چَل سو چَل

باقی ہے اگر تو نامِ خُدا

بس لا اِلہَ اِلَّا اللہ

کانوں کی سماعت لَب کی نَوا　　ہاتھوں کی سکت قدموں کی بِنا
آنکھوں کی صفاء ذہنوں کی جِلا　　اِدراک کی قوت فہم و ذکا
یہ حُسنِ طلب یہ ذوقِ دُعا　　یہ عرضِ تمنّا، طرزِ ادا
ہر شے ہے اُسی کی جُود و عطا　　وہ رحمت کُل مَیں صرف خطا

ہر درد کا درماں روحِ شفاء

کیا؟ لا اِلہَ اِلَّا اللہ

پھولوں کی مہک بُلبُل کی نَوا　　سورج کی کِرن تاروں کی ضیاء
قریہ قریہ، کوچہ کوچہ　　جنگل جنگل، صحرا صحرا

وادی وادی ، دریا دریا — ہرشے میں وہی ہے جلوہ نما

بس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ملجاء بھی وہی ماویٰ بھی وہی — آقا بھی وہی مولیٰ بھی وہی

رحمٰن وہی اَرحم بھی وہی — نعمت بھی وہی منعم بھی وہی

عادل بھی وہی حاکم بھی وہی — رازق بھی وہی قاسم بھی وہی

وار ث بھی وہی رافع بھی وہی — باسط بھی وہی واسع بھی وہی

اوّل بھی وہی آخر بھی وہی — اندر بھی وہی باہر بھی وہی

نیچے بھی وہی اُوپربھی وہی — باطن بھی وہی ظاہر بھی وہی

منزل بھی وہی رہبر بھی وہی — مرکز بھی وہی محور بھی وہی

غالب بھی وہی قادر بھی وہی — اعلیٰ بھی وہی اکبر بھی وہی

قدوس وہی بے عیب وہی — معبود وہی لاریب وہی

کثرت بھی وہی واحدبھی وہی — نگران وہی شاہد بھی وہی

رَبِّ ارض و افلاک وہی — معبودِ شہہِ لولاکؐ وہی

قیوم وہی ہشیار وہی — غم آئے تو ہے غمخوار وہی

غفّار وہی ستّار وہی — ہم جیسوں کا پردہ دار وہی

پھر اور کہوں کیا اس کے سوا

بس لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

(مصباح اگست1987ء)

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ

1

وہ نورِ اَرض و سمٰوات قادر و قیوم وہ کِبریاء ہے سزاوار ہے خدائی اُسے
وہ میرے حالِ پریشاں سے خوب واقف ہے ہزار پَردوں میں دیتا ہے سب دکھائی اُسے
عجیب کیفِ دعا ہے کہ کچھ نہ مانگ سکوں میں چُپ رہوں بھی تو دیتا ہے سب سُنائی اُسے
جو اُس کی یاد میں مچلیں ہیں گوہرِ نایاب کہ خوب بھاتی ہے اشکوں کی پارسائی اُسے
سدا رہی ہُوں شرابور اَبرِ رحمت میں میں آنسوؤں کے سوا کچھ بھی دے نہ پائی اُسے
فقط اُسی سے توقع ہے مہربانی کی
دُکھن کلیجے کی سجدے میں سب بتائی اُسے

(خالد مئی 1990ء)

....

2

تراش کر زمین کے سارے جنگلات سے قلم میں چاہتی ہوں ربّ ذُوالجلال کی مدح لکھوں
سمندروں کے پانیوں کو روشنائی جان کر ہے آرزو خدائے با کمال کی مدح لکھوں
اگر یہ کم پڑے تو کر کے بار بار یہ عمل ورق ورق پہ حُسنِ بے مثال کی مدح لکھوں
ہزار مرتبہ پلٹ کے عرصۂ حیات لوں جنم جنم صِفاتِ با کمال کی مدح لکھوں
وہ دیکھے میری آنکھوں میں تو اپنی ہی طلب ملے میں اس قدر خدائے ذُوالجلال کی مدح لکھوں
ہے اعترافِ عجز اپنے دامنِ شعور کا سمجھ سکوں تو حُسنِ باکمال کی مدح لکھوں
''خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا''
جنون ہو تو عالی المتعال کی مدح لکھوں

محترمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

اسلام آباد

بہت بیزار ہوں کارِ جہاں سے،نہیں اس بحر کا کوئی کنارہ
تری دنیا بڑی رنگین ہو گی، مگر لگتا نہیں اب دل ہمارا
بِنا تیرے گزارے ہیں زمانے ،نہیں دوری تری پر اب گوارا
تو مجھ میں نور کی صورت میں اُتر جا، وگرنہ زندگی کیا ہے خسارہ
تری خاطر فنا ہو جاوں پہلے پھر اس کے بعد جی اٹھوں دوبارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

مجھے خالص اطاعت بخش دے تو، مجھے ذوقِ عبادت بخش دے تو
ترے ہر حکم پر میں سر جھکا دوں، کچھ ایسی نرم فطرت بخش دے تو
''نہ'' کیوں نکلے کبھی میرے لبوں سے کہ جی کہنے کی عادت بخش دے تو
اگر طاغوت آجائے مقابل مجھے بے مثل ہمت بخش دے تو
چراغاں آندھیوں میں بھی کروں میں،اندھیرے ہوں تو بن جاؤں شرارا
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

محبت جو مِرے دل میں بھری ہے، بہت انمول ہے نایاب ہے یہ
یہ چشمِ نم یہ ٹوٹا دل دھرا ہے، مِری پونجی مِرا اسباب ہے یہ
سرِ تسلیم خم ہر آن کرنا، وفا کا اوّلیں آداب ہے یہ
تِری راہوں میں اپنی خاک اُڑانا، کتاب عاشقی کا باب ہے یہ
لکیر اِک روشنی کی چھوڑ جاؤں اگرچہ میں ہوں اک ٹوٹا ستارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

لہو بن کے رگوں میں دوڑتا ہے، تُو مجھ میں سانس کی صورت بسا ہے
مری پہچان میرا مان ہے تو، ترا ہی نام ماتھے پر لکھا ہے
سفر بھی تُو مرا عزم سفر بھی تُو میرا ولولہ ہے حوصلہ ہے
ترے ہی پیار کی ہے گونج مجھ میں مرے شعروں میں تو خود بولتا ہے

زباں سے کیفیت کیسے بیاں ہو، مرے چہرے سے سب ہے آشکارا
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

مجھے اپنی رفاقت بخش دے تُو، مجھے سجدوں کی دولت بخش دے تُو
نہ روکھی ہوں کبھی میری نمازیں، محبت کی حلاوت بخش دے تُو
مجھے اتنی کرامت بخش دے تُو، وفا پر استقامت بخش دے تُو
تمنّا آخری میری یہی ہے، مجھے اپنی محبت بخش دے تُو

ترے ہی فضل پر نظریں لگی ہیں گنا ہوں کا جلادے گوشوارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

سرورِ بے کراں میں گھر گئی میں، تری چاہت کا جب پہنا لبادہ
تری جانب ہے اب پرواز میری کہ تُو ہے میری منزل میرا جادہ
ترے ہوتے جگہ دے غیر کو بھی نہیں ہے دل مرا اتنا کشادہ
تجھے جانا تو تجھ میں کھو گئی میں ہمیشہ سے تھی میں شفّاف وسادہ

کبھی گزرا نہ تھا اپنی نظر سے کتابِ زندگی کا یہ شمارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

قبا تُو نے محبت کی جو بخشی، ہے مجھ کم ظرف کے قد سے زیادہ
ترے در کی گدائی مجھ کو بھائی شہنشا ہی کی مسند سے زیادہ

چھپائے سے نہیں اب عشق چھپتا، اچانک بڑھ گیا حد سے زیادہ
مری حالت ہے اب اس شخص جیسی کہ جو بدنام ہو بد سے زیادہ
نہ خود بیٹھے نہ مجھ کو بیٹھنے دے کچھ ایسا بھر گیا اس دل میں پارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

کبھی فرصت سے آ کر دیکھ لینا کہ کیا حالت ترے بیمار کی ہے
نظر کی جوت بجھتی جا رہی ہے مگر اک آرزو دیدار کی ہے
میں اپنے حال پر راضی بہت ہوں کہ اب مرضی یہی سرکار کی ہے
مرے باطن میں جتنی روشنی ہے یہ سب رونق مرے دلدار کی ہے
ہر اک منظر کی تو روحِ رواں ہے، نظر بھی تُو ہے اور تُو ہی نظارہ
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

ترا دیدار ہو دونوں جہاں میں بصیرت اور بصارت بخش دے تُو
تری ہی سمت میرا ہر سفر ہو مرے جذبوں کو حدت بخش دے تُو
ہو تیرا ذکر تو دل با ادب ہو، وہ اُلفت وہ موَدت بخش دے تُو
اتر جائیں مرے اشعار دل میں مجھے ایسی فصاحت بخش دے تُو
ترے ہی منہ کا اب بھوکا ہے ہر دم، اداس و غمزدہ یہ دل ہمارا
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

مری ہستی کے ہر ذرّے میں آجا، تو مجھ میں روشنی بن کر سما جا
بچا لے مجھ کو سفلی لذتوں سے تو نفسانی اسیری سے چھڑا جا
ملا دے دفعتاً جو تجھ سے پیارے وہ راہِ مختصر مجھ کو بتا جا
میں اک مزدور تو اجرت ہے میری پسینہ سوکھنے سے قبل آجا
نہ کرنا صبر کی تلقین مجھ کو نہیں ہے صبر کا اب مجھ میں یارا
میں تیری ہوگئی سارے کی ساری، تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

محبت ہے تری کربِ مسلسل ، مگر اس کرب میں بھی لذّتیں ہیں
تصوّر میں ملاقاتیں ہیں تجھ سے یہی ہم عاشقوں کی لذّتیں ہیں
دلاسے ہیں تری جانب سے ہر پل کو چُپ رہنے کی تجھ کو عادتیں ہیں
مٹا کے اپنی ہستی تجھ کو پالوں سلگتے دل کی بس یہ حسرتیں ہیں
تُو میری خاک میں تاثیر رکھ دے ،تُو میرا نام رکھ دے خاکسارہ
میں تیری ہو گئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا
ہر اک غم کی بہت آؤ بھگت کی یہی تھا میرا طرزِ میزبانی
میں بچپن میں بہت کھیلی ہوں ان سے مجھے ہر درد نے دی ہے نشانی
میرے مولا کا یہ بھی اک کرم ہے ، مری طاقت بنادی ''ناتوانی''
سسکتی چیخ ہے یہ شاعری بھی ، جسے کہتی ہے دنیا خوش بیانی
حسیں لفظوں کے پہنا کر لبادے، سسکتی چیخ کو میں نے سنوارا
میں تیری ہو گئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا
سنادی بے جھجک محفل میں میں نے، خود اپنے غم کی تفصیلی کہانی
اَلم جو اپنے دل پہ گُزرا لکھ دیا ہے، نہیں آئیں مجھے باتیں چھپانی
اُداسی مجھ پہ اب رچ بس گئی ہے یہی میری سہیلی ہے پرانی
کبھی عرشی ملک تھا نام میرا پر اب کہتے ہیں سب جھلی نمانی
میری دیوانگی کو معاف کرنا، نہیں دیوانگی بن اب گزارا
میں تیری ہو گئی سارے کی ساری،تُو اب ہو جا مرا سارے کا سارا

محترمہ اصغری نورالحق صاحبہ

1

میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا ہوں تیرے نام پر میرے پیارے خدا

میری آنکھوں میں آ میرے دل میں سما تو بھی بن جا میرا مجھ کو اپنا بنا

میری عاجز کی زاری کو سُن لے ذرا میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا

تیرے احسا ن ہیں مجھ پہ بے انتہا تیرے فضلوں کا ہو شکر کیسے ادا

توعطا ہی عطا میں خطا ہی خطا مجھ گنہگار کو ہے ترا آسرا

اپنی رحمت کی وا کردے اب تو ردا میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا

تیرے در سے نہیں کوئی خالی پھرا تیرے در پر برابر ہیں شاہ وگدا

میں بھی عاجز غریب اور ہوں بے نوا میری جھولی بھی رحمت سے بھر دے ذرا

کاسۂ دل ہے تیرے ہی در پہ دھرا میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا

تو غفور الرحیم اور رحمٰن ہے تو ہے سبحان تیری بڑی شان ہے

تیری ہی ذات پر میرا اِیمان ہے میرے ایماں کے درجوں کو ہر دم بڑھا

میری ہر سانس نے نام تیرا لیا میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا

میرے آقا کو عمرِ خضر کر عطا ہو خلافت پہ تیری نظر اے خدا

عمر وصحت بھی دے نظر بد سے بچا نصرتِ حق رہے ساتھ اسکے سدا

ان کے سائے تلے ہو ترقی عطا

میرے پیارے خدا میرے پیارے خدا

2

اتنا کرم ہویا رب جب جان تن سے نکلے
اس دم میری زباں سے تیرا نام من سے نکلے

کوئی کٹھن گھڑی جو اس وقت مجھ پہ آئے
کر دینا اس کو آساں جب جان تن سے نکلے

کر دینا مجھ پہ یارب روح القدس کی چھاؤں
جب سانس لب پہ آئے اور جان تن سے نکلے

پہنچانا ان لبوں تک اک جامِ آبِ کوثر
لب سوکھ جائیں جس دم اور جان تن سے نکلے

سب اس جہاں کے رشتے جب ساتھ چھوڑ دیں گے
ہوں ساتھ پاک روحیں جب جان تن سے نکلے

آنکھوں کی پتلیاں جب بے نور ہوں بالآخر
دیدار ہو نبیؐ کا جب جان تن سے نکلے

چلنے لگیں یکایک فردوس کی ہوائیں
رک جائے بادِ صرصر جب جان تن سے نکلے

امیّد ہے یہ مجھ کو بس تیری رحمتوں سے
اولاد متّقی ہو جب جان تن سے نکلے

ہونٹوں پہ میرے اس دم دیدار کی خوشی میں
ہلکی سی اک ہنسی ہو جب جان تن سے نکلے

محترمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ

1

ہیں حمد سبھی کرتے یاں ارض وسما تیری　　توفیق ملے یارب کریں ہم بھی ثنا تیری
محتاج ترے ہر دم ہر سانس ترا احساں　　ہر جاں کی بقا پر ہے رحمت کی ردا تیری
ہیں حُسن ترے بکھرے ہر وادی وگُلشن میں　　پھولوں میں مہک تیری تاروں میں ضیا تیری
ہو موسمِ گل یا کہ ہو زردی خزاؤں کی　　ہر رنگ نرالا ہے ہر پیاری ادا تیری
یہ قوسِ قزح کے رنگ دِکھلائیں تری شوخی　　ہے رعد ہنسی تیری رفتار ہَوا تیری
ہر نقص سے بالا ہے تُو ارفع و اعلیٰ ہے　　بالا ہے مکاں سے تُو پر دل میں ہے جا تیری

گر ایک قدم چل کے کوئی آئے تجھے ملنے
تُو سو قدم آتا ہے لاثانی وفا تیری

(مصباح اکتوبر 1996ء)

....

2

یہ مہر و ماہ اس کے ستارے اسی کے ہیں　　یہ جھلملاتے نور کے دھارے اسی کے ہیں
پھولوں میں حسن، تازگی، خوشبو اسی کی ہے　　قوسِ قزح میں رنگ یہ سارے اُسی کے ہیں
کھینچی ہے اسکے ہاتھ نے تصویر کائنات　　چاروں طرف حسین نظارے اسی کے ہیں
آبادیوں کو اس نے ہی بخشا ہے حسن زیست　　گلیاں، نگر، یہ صحن، چوبارے، اُسی کے ہیں
ہر آن اپنے ڈھنگ بدلتا رہے ہے دل　　اس میں یہ سارے عکس اتارے اسی کے ہیں
باقی ہے وہ، قیوم ہے اور لازوال ہے　　ہر شے میں نیستی کے اشارے اسی کے ہیں

ہر مضطرب کی حاجت روائی وہی کرے
لاچار بے بسوں کو سہارے اسی کے ہیں

(الفضل 16 رجنوری 2004ء)

محترمہ احمدی بیگم صاحبہ

اے خدائے ذوالمنن اے شافئ مطلق خدا

آئے ہیں در پر ترے ہے عاجزانہ التجا

ہاتھ ہیں اٹھے ہوئے تیری طرف ،مولا کریم

اور سر سجدوں میں ہیں رکھے ہوئے، مولا کریم

آج ہم ہیں مضمحل اور دل ہیں مرجھائے ہوئے

بھیک ہم ہیں مانگتے در پر ترے آئے ہوئے

خدمت دین متیں کا تو نے سونپا جس کو کام

مستعد ہو کر بجا لاتا رہا بااہتمام

ہاتھ میں ہم ہاتھ دے کر اس کے ساتھ آگے بڑھے

ہر کٹھن منزل کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھے

ان دنوں بیمار ہے یہ تیرا عاشق اے خدا

تو شفاؤں کا ہے مالک دے اسے کامل شفا

دن ہو یا کہ رات ہو ہم مانگتے ہیں یہ دعا

اے خدا اَب اک نمونہ اپنی قدرت کا دکھا

تجھ کو سب قدرت ہے حاصل اے مرے رب الوریٰ

اے مرے رب الوریٰ، ہاں اے مرے رب الوریٰ

(مصباح اکتوبر1996ء)

محترمہ بشریٰ ربّانی ایم اے صاحبہ

(لاہور)

دُنیا میں کون شخص ہے جس کا خدا نہیں
دُنیا میں کوئی شخص بھی بے آسرا نہیں

ممکن نہیں تھا اس میں سجاتی میں صورتیں
''دل تو خدا کا گھر ہے کوئی بت کدا نہیں''

جب سے خفا ہیں وہ ہے خفا ساری کائنات
مدت ہوئی کہ زیست میں کوئی مزا نہیں

تھک تھک گئی ہوں جھیل کہ غم ہائے روز گار
دل کی پکار پھر بھی ہے میں غم زدہ نہیں

زادِ سفر دفا ہے فقط راہِ عشق میں
کافی اے ہم سفر یہاں نازو ادا نہیں

مژگاں اُٹھاکے اُس نے مجھے عزمِ نو دیا
سب جھوٹ ہے کہ یار میں خوئے عطا نہیں

جس پر نگاہ اس نے کی وہ مست ہو گیا
پھر کیا اگر آنکھ اس کی میکدہ نہیں

موسم بدلتے دیکھ کے یہ آ گیا یقین !
حالات جو بھی ہوں انہیں رہنا صدا نہیں

آمد ہے انقلاب کی رَبّانیؔ حزیں
کس کوچے کس دیار میں شورش بپا نہیں

(الفضل 21 ؍مئی 1989ء)

محترمہ رفعت شہناز صاحبہ

اِلٰہی دعا کا ثمر چاہیئے
محبت کی بس اک نظر چاہیئے

اجالا کرے جو دل و جان پر
ضیا بار ایسا قمر چاہیئے

مٹا اپنے فضلوں سے یاس و الم
چھٹے رات غم کی، سحر چاہیئے

بجز تیری نصرت میں کیسے کہوں
بلاؤں سے مجھ کو مفر چاہیئے

حنا رنگ گلشن جو چاہے کوئی
وفاؤں کا پیہم اثر چاہیئے

گلہ کیوں زمانے کا کرتے پھرو
خود اپنے عمل کی خبر چاہیئے

کھلے باب رحمت بلا دور ہو
دعاؤں کا ایسا ہُنر چاہیئے

عطا ہو جہاں روز وشب بے حساب
گدا کو تو ایسا ہی در چاہیئے

میں کمزور بندہ ہوں، پر از خطا
عطا ہو عفو ،در گزر چاہیئے

دکھا اپنی شان کریمی کا رنگ
تیری جنت میں اچھا سا گھر چاہیئے

محبت کی بس اک نظر چاہیئے
الٰہی دعا کا ثمر چاہیئے

(الفضل 24؍دسمبر 2003ء)

محترمہ شاہدہ صاحبہ

(لاہور)

کیا اور امتحاں ہے ابھی اس جفا کے بعد
اب تو ہوا کا موڑدے رُخ اس گھٹا کے بعد

ہیں عکس تیرے حُسن کا خورشید و ماہتاب
تجھ کو بھی کاش دیکھ سکوں اس دعا کے بعد

ہر موت ہے قبول مجھے تو اگر ملے
مانگوں نہ پھر بہشت بھی میں اس فنا کے بعد

یا ربّ یہی ہے شاہدؔہ کی ایک التجا
تیری رضا ملے اسے ہر اک قضا کے بعد

(مصباح اکتوبر1988ء)

محترمہ صائمہ امینہ صاحبہ

آج میرے دل میں ہے بس تیری چاہ اے کر دگار
اے میرے یارِ یگانہ اے میرے پروردگار

تیری ہستی خیر ہے ورنہ یہ دنیا کچھ نہیں
''نہ عنایاتِ زمانہ، نہ صنم کا اعتبار''

دل میں تیری یاد ہے آنکھوں سے آنسو ہیں رواں
اور اِن جذبات پر میرا نہیں کچھ اختیار

تیرے دم سے آج میں اور بِن ترے میں کچھ نہیں
جان ہے بس تو ہی میری، ہے تو ہی میرا قرار

اے مرے ہادی بتا کہ شکر ہو کیونکر تیرا
جبکہ تیرے فضل اور احساں ہیں مجھ پر بے شمار

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ

1

جہاں جہاں بھی جگہ ملی ہے ۔ وہیں پہ سر کو جھکایا یارب
رہی عبادت کو تیری حاضر۔ نماز پھر بھی قضاء ہے میری!!
سبق جو پاسِ وفا کا تُو نے مجھے سکھایا تھا روزِ اوّل!
اُسی گھڑی تیرے در سے لپٹی نہ چھوڑی چوکھٹ وفا ہے میری!!
نہیں مجھے شوقِ خود نمائی مگر میں ہوں تیرے پاس ہر دم!
جو تجھ سے چہرہ کبھی چھپایا جفا نہیں ہے حیا ہے میری!
اگر میری آنکھ بند دیکھو تو مت سمجھنا کہ سو رہی ہوں
میں دل کی آنکھوں سے حمد کہتی ہوں جان لو یہ ادا ہے میری
مجھے بُرا لوگ گر سمجھتے ہیں چاہے سمجھیں نہیں ہے پروا
میرا خدا مجھ سے خوش ہے گر تو فضول آہ وبکا ہے میری
تو میری اُنگلی پکڑ کے مجھ کو یہاں تلک لے کے آگیا ہے!
اگر زمانے پہ کان دھر کے رگروں تو پھر یہ سزا ہے میری
اگر میں روؤں تو تیری خاطر اگر ہنسوں تو تیری خوشی کو
یہی تو ہے میرے دل کی خواہش یہی تو بس التجا ہے میری

2

حمد سے لبریز دل ہیں، دل کھنکتے جام ہیں　　دل بھی اور جان وجگر بھی بس خدا کے نام ہیں
دل کے اندر مسجدیں ہیں منبر ومحراب ہیں　　فتح ونصرت کے دمکتے جھلملاتے خواب ہیں
دل کہ جس میں خواہشیں ہیں رتجگوں کے نور کی!　　صاف اور روشن ہے دل جیسے تجلّی طُور کی!
رتجگوں کے ان حوالوں سے یہ دل روتا ہے آج　　دامنِ دل گریۂ وزاری سے پھر دھوتا ہے آج
درد سے خالی نہیں ہے دل کہ ٹھکرائے کوئی　　اور تیرے در سے خالی ہاتھ نہ جائے کوئی
آنکھ سے موتی ڈھلک کر آ گئے تارے بنے　　عرش کے تارے بنے تو اسطرح کہنے لگے
جھانک کر دیکھا بھی ہے شہرِ تمنّا میں کبھی!؟　　تُم ذرا اُترے بھی ہو بحرِ تمنّا میں کبھی؟

فاقہ مستی فقر و درویشی غریبی کا مزہ
کیا تمہیں معلوم ہے عشقِ حقیقی کا مزا

(مصباح نومبر 1984ء)

....

3

دنیا میں کوئی مجھ سا گنہگار نہ ہو گا!　　شرمندہ کوئی مجھ سا خطاکار نہ ہو گا!
رحمت کی کوئی آج گھٹا چھائے تو جی لوں　　اِک ابرِ کرم مجھ پہ برس جائے تو جی لُوں!
صحرا ہے کہ وادی کوئی بے آب وگیاہ ہے؟　　پڑھیئے نہ مرا نامۂ اعمال سیاہ ہے
بَس ایک فقط میں نے اگر کام کیا ہے!　　ہر سانس میں بس تیرا، فقط نام لیا ہے
کی ہے تیرے بندوں کی فقط تھوڑی سی خدمت　　شائد کہ اسی بات پہ بدلے میری قسمت!
اس سر پہ ہر اک آئی بلا ٹالئے مولا!　　اب مجھ پہ بُرا وقت نہ کچھ ڈالئے مولا!

تھوڑا ہی سہی مجھ پہ کرم کیجئے مولا!
بخشش کا کوئی جام مجھے دیجئے مولا!

(مصباح نومبر 1984ء)

محترمہ فریحہ ظہور صاحبہ

یہ درد کا کانٹا جو میرے دل میں چُبھا ہے
مرہم ہے کوئی اِس کا تو بس میرا خدا ہے
اُس سے کوئی پردہ نہیں کیا اُس سے چھپا ہے
وہ روح کے اندر بھی کہیں جھانک رہا ہے
آیا ہے زمانہ جو کبھی درد و الم کا
مشکل جو پڑی پیار مرا اور بڑھا ہے
سر میرا بھی کٹ جائے حسینؓ ابنِ علیؓ سا
اب لب پہ فقط ایک شہادت کی دعا ہے
خود ہاتھ سے اپنے میرا کردار سنوارا
میرا تو وجوداس کے ہی سانچے میں ڈھلا ہے
جو راہ لئے جاتی ہے قربت میں خدا کی
اس راہ پہ چل کر نہ کوئی پیچھے ہٹا ہے
اس خوں میں گُھلی جاتی ہے قرآں کی حلاوت
فرمان تیرا روح میں یوں گونج رہا ہے
یہ زندگی جینا کوئی مشکل نہیں لیکن
دوری ہے جو تجھ سے تو بڑی سخت سزا ہے
اک بار جو قدموں میں مجھے اپنے جگہ دے
سر پھر نہ اٹھاؤ ں گا یہ تا عمر جھکا ہے

محترمہ سیّدہ منصورہ حنا صاحبہ

(ربوہ)

وہ سب کی دُعاؤں کو سنتا ہے آشنا ہے بہت
چھپا ہے سینوں میں کیا کچھ یہ جانتا ہے بہت

ہر ایک پکارنے والے کی وہ ہی سُنتا ہے
مجھے تو اُس کے کرَم ہی کا آسرا ہے بہت

نہیں ہے اس کے سوا کوئی مونس و ہمدم
کہ مہرباں ہے وُہی اَور جانتا ہے بہت

جو اُس کے در کے گدا ہیں انہیں یقین ہے کہ
ملے گا جو بھی اُسی دَر سے اَور مِلا ہے بہت

یہ رازِ دِل کروں اَفشاں کسی پہ کیوں جبکہ
مجھے یقین ہے کہ وہ ذوالمجد و العطا ہے بہت

کسی بھی غیر کے آگے یہ ہاتھ کیوں پھیلیں
سبھی تو اُس نے دیا ہے اور دیا ہے بہت

اُسی کے فضل و کرم پہ مجھے بھروسہ ہے
مرے لئے تو حِنا بس مرا خدا ہے بہت

محترمہ نصرت تنویر صاحبہ

(ربوہ)

یا ذوالجمال! ارفع و اعلیٰ تمہی تو ہو
یا ذوالجلال! برتر و بالا تمہی تو ہو

تیرہ شبی میں کفر و ضلالت کی بالیقین
نورِ اِلٰہ ! میرا اُجالا تمہی تو ہو

کیوں پیشِ غیر اپنے مصائب کروں بیاں
میری مصیبتوں کا مداوا تمہی تو ہو

میرا کوئی نہیں ہے سہارا تیرے سِوا
میرا تو یا الٰہی! ٹھکانہ تمہی تو ہو

بارِ گنہہ سر پہ مرے آپڑا مگر
عفو و کرم کا بیکراں دریا تمہی تو ہو

محترمہ وسیمہ قدسیہ صاحبہ
(کینیڈا)

اے خدائے عظیم اے ستار
مالک الملک میرے پالن ہار
تیرے در پہ جُھکے ہوئے گنہگار
بخش دے اے رحیم اے غفار

....

تو حسین و جمیل ہے لا ریب
تیری صنّاعی بھی تو ہے بے عیب
تیرے در پر کھڑی ہوں مہر بہ لب
ایک تو ہی تو جانتا ہے غیب

....

میرے دل کو تیری ہے آرزو
مجھے تیرے لطف کی جستجو
تجھے ڈھونڈتی رہی کُو بہ کُو
تو ہی ہر لمحہ میرے رُوبرو